کرپٹو کرنسی-ایک فقہی جائزہ

Cryptocurrency - A Jurisprudential Analysis

Co-authored by:

Mufti Waseem Akhtar Al-Madni
Director, ASAS Shariah Advisory Services
Shariah Advisor SAYLANI Welfare International Trust
Head/Mufti, Darul Ifta/Jamia Faizan e Shariat, Teen hatti Karachi
mufti.waseem75@gmail.com
+923002415263
Syed Muhammad Basiq Raza
Darul ifta Saylani, Karachi
basiqrazadarulifta@gmail.com
+923132937997

ناشر:

جامعہ فیضان شریعت (مارٹن روڈ تین ہٹی کراچی)

فہرست

مقدمہ اوّل (فقہی بنیادیں) 5
مال اور ملکیت: ایک تعارف 5
مال کی حقیقت 5
مال میں عین کی قید 7
مال کی اقسام 9
ملکیت کی حقیقت 10
ملکیت کا وسیع دائرہ: اعیان، منافع اور حقوق 11
منافع کی حقیقت 11
حقوق کی حقیقت 12
حقوق کی چند مثالیں: 14
منافع اور حقوقِ مجردہ میں فرق (حنفی نقطہ نظر) 15
مال و ملکیت میں فرق 16
ملکی قانون میں مال اور ملکیت 17
1. مال (Property/Goods) 17
2. ملکیت (Ownership) 17
3. منافع (Profits/Benefits) 18
4. حقوق (Rights) 18
مال، ملکیت، منافع اور حقوق میں فرق: 19
بیع کی شرائط (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں) 20
ضمان کی بحث (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں) 22
غرر و دھوکا (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں) 23
غرر کے متعلق قرآنی آیات: 23
غرر کے متعلق احادیث مبارکہ: 24
قیمت کا اتار چڑھاؤ اور غرر (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں) 24
غیر قانونی سرگرمیاں (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں) 25
تخلیقِ زر کی اجازت کسے؟ (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں) 26
زَر کی قدر مستحکم ہو (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں) 26
مقدمہ دوم (کرپٹو کرنسی کا تعارف و ماہیت) 27

کرپٹو کیا ہے؟ 27
بنیادی خصوصیات: 27
بلاک چین کیا ہے؟ 28
بنیادی خصوصیات: 28
بلاک چین کیسے کام کرتا ہے؟ 28
کرپٹو کے تمام عناصر 29
کرپٹو کے فوائد اور نقصانات 29
فوائد: 29
نقصانات: 29
کرپٹو کرنسی اور کرپٹو ٹوکن میں فرق 30
کرپٹو کی ویلیو کا مدار کس پر ہے؟ 31
طلب و رسد (Supply and Demand) 31
افادیت اور اپنانا (Utility and Adoption): 31
مارکیٹ کا رجحان اور قیاس آرائیاں (Market Sentiment and Speculation): 31
ٹیکنالوجی اور اختراع (Technology and Innovation): 31
ریگولیٹری ماحول (Regulatory Environment): 31
نیٹ ورک اثر (Network Effect): 32
کمیابی (Scarcity): 32
کرپٹو کرنسی کون بنا سکتا ہے؟ 32
کرپٹو کرنسیوں / ٹوکنز کی تخلیق 32
کرپٹو کا استعمال 33
کرپٹو کرنسی کا شرعی حکم (تطبیقی جائزہ) 34
1. کرپٹو بطور مال (کرنسی) 34
2. کرپٹو بطور اثاثہ 34
3. کرپٹو بطور منفعت 35
4. کرپٹو بطور حق 35
شبہات اور ان کا ازالہ 36
قیمت کا اتار چڑھاؤ: 36
غیر قانونی سرگرمی 36
خلاصہ کلام 37

کرپٹو کرنسی-ایک فقہی جائزہ

Cryptocurrency - A Jurisprudential Analysis

Co-authored by:
Mufti Waseem Akhtar Al-Madni
Director, ASAS Shariah Advisory Services
Shariah Advisor SAYLANI Welfare International Trust
Head/Mufti, Darul Ifta/Jamia Faizan e Shariat, Teen hatti Karachi
mufti.waseem75@gmail.com
+923002415263
Syed Muhammad Basiq Raza
Darul ifta Saylani, Karachi
basiqrazadarulifta@gmail.com
+923132937997

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دورِ حاضر میں ٹیکنالوجی کے حیرت انگیز ارتقاء نے جہاں انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کیا ہے، وہیں مالیاتی نظام میں بھی گہری تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ ان تبدیلیوں میں سب سے نمایاں رجحان کرپٹو کرنسی کا ظہور ہے، جس نے دنیا بھر میں اقتصادی، قانونی، سماجی وار شرعی مباحث کو جنم دیا ہے۔ اکیسویں صدی کی اس انقلابی ڈیجیٹل کرنسی نے عالمی معیشت اور مالیاتی نظام میں گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، جس کے نتیجے میں شرعی نقطہ نظر سے اس کی حیثیت اور احکامات کو سمجھنا وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔

یہ مقالہ اسی اہم اور پیچیدہ مالی مسئلے، کرپٹو کرنسی، کا فقہی و اصولی جائزہ پیش کرتا ہے۔ موجودہ مالیاتی نظام میں کرپٹو کرنسی کا ظہور، اسلامی فقہ کے اصولوں پر اس کے اطلاق اور شرعی مطابقت کے حوالے سے متعدد سوالات کو جنم دیتا ہے۔ اس مقالے میں، ہم سب سے پہلے فقہ اسلامی میں مال، ملکیت اور حق کے بنیادی تصورات کا تفصیلی تعارف پیش کریں گے۔ یہ تمہید قاری کو ان فقہی بنیادوں سے روشناس کرائے گی جن پر کرپٹو کرنسی کے شرعی حکم کی بحث قائم ہے۔

اس کے بعد، ہم کرپٹو کرنسی کی ماہیت، اس کے تکنیکی پہلوؤں، اور موجودہ مالیاتی نظام میں اس کے کردار کو واضح کریں گے۔ یہ حصہ کرپٹو کرنسی کے کام کرنے کے طریقے اور اس سے جڑے جدید مالیاتی تصورات کی وضاحت کرے گا، تاکہ قاری فقہی تجزیہ سے پہلے اس کی صحیح نوعیت سے واقف ہو سکے۔

آخر میں، فقہی اصولوں اور کرپٹو کرنسی کی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے، ہم کرپٹو کرنسی سے متعلق شرعی احتمالات اور مسائل اور ان کا تجزیہ و تحقیق پیش کریں گے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس مقالے کے ذریعے کرپٹو کرنسی کے بارے میں شرعی رہنمائی فراہم کی جا سکے اور مسلم معاشرے میں اس کے استعمال سے متعلق ابہامات کو دور کیا جا سکے۔

مقدمہ اوّل (فقہی بنیادیں)

مال اور ملکیت: ایک تعارف

فقہِ اسلامی میں مال اور ملکیت دو بنیادی تصورات ہیں جن کی گہری تفہیم شرعی معاملات اور انسانی تعلقات کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ بظاہر یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے قریب لگتے ہیں، لیکن ان کے اطلاق، ماہیت اور احکامات میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔

ہم سب سے پہلے مال کی جامع تعریف اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کن چیزوں کو شرعاً "مال" قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد، ہم ملکیت کی ماہیت، اس کے دائرہ کار اور اس کی اہم اقسام بالخصوص عین (مادی اشیاء)، نفع (فوائد یا خدمات)، اور حقوقِ مجردہ (غیر مادی قانونی و شرعی حقوق) کی تفصیل سے وضاحت کریں گے۔ یہ تفہیم نہ صرف علمی بحث کے لیے اہم ہے بلکہ جدید معاشی اور معاشرتی مسائل کے شرعی حل کے لیے بھی ناگزیر ہے۔

مال کی حقیقت

فقہائے احناف نے مال کی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے متعدد اور متنوع تعریفات پیش کی ہیں۔ یہ تنوع اس بات کا مظہر ہے کہ وہ اس تصور کی گہرائی اور وسعت کو جامع الفاظ میں بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ان تعریفات میں، کہیں مال کی تخلیقی غرض (انسانی مصلحت) پر زور دیا گیا ہے، کہیں اس کی قابلِ ذخیرہ ہونے کی صفت کو نمایاں کیا گیا ہے، اور کہیں ملکیت بننے کی صلاحیت یا طبعِ انسانی کا میلان اس کی بنیاد بنا ہے۔

تعریفات ملاحظہ ہوں:

1. مبسوط سرخسی میں ہے:

"وَالْمَالُ اسْمٌ لِمَا هُوَ مَخْلُوقٌ لِإِقَامَةِ مَصَالِحِنَا بِهِ، وَلَكِنْ بِاعْتِبَارِ صِفَةِ التَّمَوُّلِ وَالْإِحْرَازِ".

ترجمہ: مال اس چیز کا نام ہے جو ہماری مصلحتوں کیلئے تخلیق کی گئی ہو، لیکن اس میں تملک اور احراز کی صفت بھی پائی جاتی ہو۔

(المبسوط للسرخسي، كتاب الغصب، رجل غصب دار رجل وسكنها، 79/11، دار المعرفة بيروت)

2. شرح تلویح میں ہے:

"وَالْمَالُ مَا مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يُدَّخَرَ لِلِانْتِفَاعِ بِهِ وَقْتَ الْحَاجَةِ".

ترجمہ: مال وہ ہے جسے ضرورت کے وقت فائدہ اٹھانے کے لیے ذخیرہ کیا جا سکے۔

(شرح التلويح على التوضيح، مقدمه، القسم الاول، الركن الاول، الباب الثانی، فصل الاتيان بالمامور به نوعان، 327/1، مكتبة صبيح بمصر)

3. البحر الرائق میں ہے:

"كُلُّ مَا يَتَمَلَّكُهُ النَّاسُ مِنْ نَقْدٍ وَعُرُوضٍ وَحَيَوَانٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ".

ترجمہ: ہر وہ چیز جس کو لوگ ملکیت بنالیں، جیسے نقد، سامان، حیوانات، اور دیگر اشیاء۔

(البحر الرائق، باب زكاة المال، 242/2، دار الكتاب الإسلامي)

4. البحر الرائق میں ہی ہے:

"مَا يَتَمَوَّلُ وَيُدَّخَرُ لِلْحَاجَةِ".

ترجمہ: جو قابلِ تملک (تمول) ہو اور ضرورت کے لیے ذخیرہ کیا جا سکے گا۔ (البحر الرائق، کتاب الزکاۃ، 217/2)

5. اسی میں ہے:
"مَايَمِيلُ إِلَيْهِ الطَّبْعُ وَيُمْكِنُ ادِّخَارُهُ لِوَقْتِ الْحَاجَةِ".
ترجمہ: جس کی طرف طبع (سلیمہ) مائل ہو، اور اسے ضرورت کے وقت کیلئے ذخیرہ کرنا ممکن ہو۔
(البحر الرائق، کتاب البیع، 277/2)

6. اسی البحر الرائق میں ہے:
"اسمٌ لِغَيْرِ الْآدَمِيِّ خُلِقَ لِمَصَالِحِ الْآدَمِيِّ وَأَمْكَنَ إِحْرَازُهُ وَالتَّصَرُّفُ فِيهِ عَلَى وَجْهِ الِاخْتِيَارِ".
ترجمہ: غیر انسانی چیز کا نام ہے، جو انسانی مصلحتوں کیلئے تخلیق کی گئی ہو، اور اسے حاصل کرنا اور اختیاری طریقے سے تصرف کرنا ممکن ہو۔ (البحر الرائق، کتاب البیع، 277/5)

7. درر الحکام شرح غرر الاحکام میں ہے:
"مَوْجُودٌ يَمِيلُ إِلَيْهِ الطَّبْعُ وَيَجْرِي فِيهِ الْبَذْلُ وَالْمَنْعُ".
ترجمہ: وہ موجود (چیز) ہے جس کی طرف طبع مائل ہو، اور جس میں دینا اور روکنا جاری ہو۔
(درر الحکام للمنلا خسرو، باب البیع الفاسد، 168/2، دار إحیاء الکتب العربیة)

8. مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں ہے:
"مَايَمِيلُ إِلَيْهِ طَبْعُ الْإِنْسَانِ وَيُمْكِنُ ادِّخَارُهُ إِلَى وَقْتِ الْحَاجَةِ مَنْقُولًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَنْقُولٍ".
ترجمہ: جس کی طرف طبعِ انسانی مائل ہو، اور جسے ضرورت کے وقت کیلئے ذخیرہ کرنا ممکن ہو، خواہ وہ منقول ہو یا غیر منقول۔
(مجلۃ الاحکام العدلیۃ، المادۃ:126، نور محمد کتب خانہ کراچی)

پیش کردہ تعریفات کا نچوڑ یہ ہے کہ کسی بھی شے کو مال کہلانے کیلئے بنیادی طور پر دو شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

1. مال ہونے کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ چیز مادی (Tangible) ہو جسے حقیقت میں حاصل کرنا اور قبضہ میں لینا ممکن ہو۔
2. دوسری اور نہایت اہم شرط یہ ہے کہ عرف میں لوگ اسے بطورِ مال استعمال کرتے ہوں اور اسے ایک قیمتی اثاثہ سمجھتے ہوں۔

شیخ مصطفی احمد الزرقاء (المتوفی: 1420ھ) لکھتے ہیں:

"عناصر المالية: يستخلص مما تقدم أن المالية في نظر الفقهاء الحنفية ترتكز على أساسين، وتقوم بعنصرين هما: العينية، والعرف. والعينية يراد بها أن يكون المال شيئاً مادياً ذا وجود خارجي. والعرف أن يعتاد الناس كلهم أو بعضهم تموله وصيانته بحيث يجري فيه بذل ومنع، فما لا يجري فيه ذلك بين الناس لا يعتبر مالاً ولو كان عيناً مادية، كالإنسان الحر، وحبة القمح، وكسرة الخبز وحفنة التراب، والجيفة. وكذلك ما يعتاد الناس تموله وصيانته، ويجري فيه البذل والمنع لكنه ليس عيناً مادية، فإنه لا يعتبر في نظرهم مالاً، بل قد يكون ملكاً أو حقاً، كالمنافع، والحقوق المحضة، والديون. وغني عن البيان أن عنصر العرف يستلزم القيمة، إذ لا يعتاد الناس هذا الاعتبار والصيانة في شيء بحيث يحمى تارة ويبذل أخرى إلا لمنفعة مادية أو معنوية يقدرونها فيه، فتتوجه إليه الرغبات وإن الرغبات يبذل في سبيل تحقيقها وتحصيلها أعواض مادية، وهذه هي القيمة المادية بالمعنى الاقتصادي العام".

ترجمہ: مندرجہ بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک مالیت دو بنیادی اصولوں پر قائم ہے اور اس کے دو عناصر ہیں: عینیّت اور عرف۔ عینیّت سے مراد یہ ہے کہ مال کوئی مادی چیز ہو جو خارجی وجود رکھتی ہو۔ اور عرف سے مراد یہ ہے کہ لوگ، خواہ سب یا بعض، اسے مال کے طور پر استعمال کریں اور اس کی حفاظت کریں، جس میں دینا اور روکنا پایا جاتا ہو۔ لہذا جو چیز لوگوں کے درمیان اس طرح استعمال نہ ہو، وہ مال نہیں سمجھی جاتی، چاہے وہ مادی چیز ہی کیوں نہ ہو، جیسے آزاد انسان، گندم کا دانہ، روٹی کا ٹکڑا، ایک مٹھی مٹی، یا مردار۔ اسی طرح، جو چیز لوگ مال کے طور پر استعمال کریں اور اس کی حفاظت کریں، اور اس میں دینا اور روکنا ہو، لیکن وہ مادی چیز نہ ہو، وہ بھی حنفی فقہاء کے نزدیک مال نہیں سمجھی جاتی، بلکہ وہ ملکیت یا حق ہو سکتی ہے، جیسے منفعت، خالص حقوق، یا قرض۔ اس بیان کی حاجت نہیں کہ عرف کا عنصر قیمت کو مستلزم ہے، کیونکہ لوگ کسی چیز کو اس وقت تک مال کے طور پر استعمال اور حفاظت نہیں کرتے جب تک کہ اس میں کوئی مادی منفعت یا ایسی معنوی منفعت نہ ہو جس کو وہ اس چیز میں موجود مانتے ہوں۔ اس طرح اس چیز کی طرف لوگوں کی رغبت پیدا ہوتی ہیں، اور ان رغبتوں کو پورا کرنے اور حاصل کرنے کیلئے مادی معاوضہ دیا جاتا ہے، اور یہی عمومی اقتصادی معنی میں مادی قیمت ہے۔

(المدخل الی نظریۃ الالتزام العامۃ فی الفقہ الاسلامی، الباب الثالث، الفصل الثانی عشر: حقیقۃ المال، ص 127-126، دار القلم دمشق)

ان تعریفات میں "احراز" کی شرط پر اعتراض یہ اٹھتا ہے کہ اس سے بجلی جیسی اہم اور قیمتی چیز مال کی تعریف سے خارج ہو جاتی ہے، حالانکہ بجلی کی مالی قدر و قیمت ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ اسی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے، بعض معاصر محققین نے مال کی ایک ایسی جامع تعریف پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو اپنے تمام افراد، بشمول بجلی اور دیگر جدید صورتوں کو، شامل کر سکے۔

چنانچہ شیخ مصطفی احمد الزرقاء (المتوفی: 1420ھ) لکھتے ہیں:

"کل عین ذات قیمۃ مادیۃ بین الناس".

ترجمہ: لوگوں کے درمیان ہر ذی قیمت مادی عین مال ہے۔ (المدخل، ص 127، دار القلم دمشق)

مال کی یہ تعریف اپنے تمام افراد کو جامع اور غیر افراد کو اس تعریف سے خارج کرتی ہے اور یہی ہمارے نزدیک بھی معتمد ہے۔

مال میں عین کی قید

یاد رہے مال کی تعریف میں عین (خارجی وجود) کی قید احترازی ہے، یعنی محض لوگوں کا کسی شے کو بطور مال استعمال کرنا اسے شرعاً مال کی تعریف میں اس وقت تک شامل نہیں کرتا جب تک اس پر عین کی قید پوری نہ ہو۔ یہی ظاہر الروایہ ہے۔

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن الہمام (المتوفی: 861ھ) فرماتے ہیں:

"لِأَنَّ الْمَالَ عَيْنٌ يُمْكِنُ إِحْرَازُهَا) وَإِمْسَاكُهَا".

ترجمہ: مال وہ عین ہے جس کا احراز و امساک ممکن ہو۔ (فتح القدیر، باب البیع الفاسد، 428/6، دار الفکر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (المتوفی: 1340ھ) فرماتے ہیں:

"عقدِ بیع اعیان پر وارد ہوتا ہے"۔ (فتاوی رضویہ، 543/19، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

البتہ محرّرِ مذہب حنفی امام محمد رحمہ اللہ سے مروی مال کی ایک تعریف میں عین کی قید نہیں، لیکن وہ نادر الروایۃ ہے جبکہ ظاہر الروایۃ میں عین کی قید ملحوظ ہے، چنانچہ امام شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی رحمہ اللہ (المتوفی:962ھ) فرماتے ہیں:

"والمال ماملكته من كل شيء كما في القاموس وكذا في المغرب علي ماروي عن محمد وفيه إشعار بأن المنفعة مال. والتحقيق علي ما في الأصول أنها ليست بمال فإنه مايدّخر لوقت الحاجة".

ترجمہ: ہر وہ شے جس کا انسان مالک ہو مال ہے، جیسا کہ قاموس اور مغرب میں ہے مزید امام محمد سے مروی ایک روایت بھی اس کے مطابق ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منفعت بھی مال ہے لیکن جو کتبِ اصول میں ہے وہی درست تحقیق ہے کہ منفعت مال نہیں کیونکہ (مال وہ ہے جسے وقتِ حاجت کیلئے ذخیرہ کیا جاسکے) منفعت کو ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا۔

(جامع الرموز وبهامشه غواص البحرين، كتاب البيع، 2/3، مكتبة الاسلامية ايران)

اس عبارت کا مستفاد بھی صرف منفعت کو مال میں شامل کرنا ہے نہ کہ مطلقا عموم پیدا کرنا جس سے ہر چیز مال بن جائے، کیونکہ اگر اس میں مطلقا عموم مان لیا جائے تو مردار اور آزاد آدمی جس کو غلام بنالیا جائے مال قرار پائے گا حالانکہ یہ اجماع کے خلاف ہے، لہذا جس چیز کا خارج میں وجود نہ ہو، اس تعریف کی رُو سے بھی اسے مال قرار نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ بعض لوگ کرپٹو کرنسی کو مال ثابت کرنے کیلئے اس تعریف کا حوالہ دیتے ہیں۔

ظاہر الروایہ وہ چھ مشہور کتابیں ہیں جو فقہ حنفی کی بنیاد ہیں یعنی (۱) المبسوط (۲) الزیادات (۳) الجامع الصغیر (۴) الجامع الکبیر (۵) السیر الصغیر اور (۶) السیر الکبیر۔ ان کتب کی نسبت وسند نہایت مضبوط ہے کہ یہ کتب امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے بطریق تواتر مروی ہیں، یا کم از کم انہیں مشہور کا درجہ حاصل ہے۔

ظاہر الروایہ پر فتوی سے متعلق، خاتم المحققین علامہ سید محمد بن عمر ابن عابدین الشامی (المتوفی:1252ھ) فرماتے ہیں:

"أن ما كان من المسائل في الكتب التي رويت عن محمد بن الحسن رواية ظاهرة يفتى به وإن لم يصرحوا بتصحيحه، نعم! لو صححوا رواية أخرى من غير كتب ظاهر الرواية يتبع ما صححوه. قال العلامة الطرسوسي في "أنفع الوسائل" في مسألة الكفالة إلى شهر: (إنّ القاضي المقلّد لا يجوز له أن يحكم إلا بما هو ظاهر المذهب لا بالرواية الشاذة إلا أن ينصّوا على أن الفتوى عليها) انتهى".

ترجمہ: جو مسائل ان کتب میں ہیں جو حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے ظاہر الروایۃ کے ساتھ مروی ہیں اگرچہ صراحتا ان کی تصحیح نہ کی گئی ہو، ان کے مطابق ہی فتوی دیا جائے گا۔ ہاں جب ظاہر الروایۃ کتب کے غیر سے کسی روایت کو اصحاب ترجیح نے صحیح قرار دیا جائے تو اس کی اتباع کی جائے گی۔ علامہ طرطوسی رحمہ اللہ نے انفع الوسائل میں مسالۃ الکفالۃ الی شہر کے ضمن میں فرمایا کہ قاضی مقلد کے لئے جائز نہیں کہ وہ ظاہر الروایۃ کے علاوہ سے فیصلہ کرے اور روایت شاذہ سے بھی فیصلہ نہ کرے البتہ جب فقہاء کی طرف سے نص (واضح قول) ہو کہ اس قول (ظاہر الروایۃ) کے غیر) پر فتوی ہے تو اس کے مطابق فیصلہ دے سکتا ہے۔ (شرح عقود رسم المفتی، ص:88، دار النور للتحقیق والتصنیف کراچی)

ظاہر الروایہ اور غیر ظاہر الروایہ کے تعارض سے متعلق امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (المتوفی:1340ھ) لکھتے ہیں:

"دونوں قول قوی و نجیح ہیں اور دونوں طرف جزم و ترجیح اور مختار فقیر قول اخیر کہ اول روایت نوادر ہے اور ثانی مفاد ظاہر الروایہ "والفتوى متى اختلفت فالمصير الى ظاهر الرواية" (اور جب فتوی مختلف ہو تو ظاہر الروایہ کی طرف

رجوع ہوتا ہے) محرر المذہب سیّدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مبسوط میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا۔"وناھیک بہ حجۃ وقدوۃ"(اس میں وہی مقتدا کافی ہیں) فتح القدیر میں ہے "الیہ اشار فی الاصل "(اسی کی طرف اصل میں اشارہ ہے)"۔
(فتاوی رضویہ،473/8،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مال کی اقسام

مال کی حقیقت اور اس میں "عین" کی قید کی بحث کے بعد، یہ سمجھنا نہایت اہم ہے کہ محض کسی شے کا مال ہونا اسے تمام شرعی و معاشی معاملات میں یکساں حیثیت نہیں دیتا۔ فقہ اسلامی میں عقدِ بیع (خرید و فروخت) کے احکام کا انحصار مال کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ کون سی شے ثمن (قیمت) بنے گی اور کون سی مبیع (فروخت ہونے والی چیز)، اس کا تعین مال کی وضع، اس کی مثلی یا قیمی ہونے کی حیثیت، اور لین دین کے مخصوص سیاق وسباق سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کوئی شے ایک معاہدے میں مبیع بنتی ہے تو دوسرے میں ثمن، اور بعض صورتوں میں تو دونوں اشیاء من وجہ (ایک اعتبار سے) مبیع اور من وجہ (دوسرے اعتبار سے) ثمن کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ تفریق محض نظری نہیں بلکہ عملی طور پر انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ ذیل میں مال کی ان مختلف اقسام کو تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے، جن کے ذریعے ہر قسم کے مال کا عقدِ بیع میں اس کا مخصوص کردار واضح ہو سکے گا۔ کرپٹو کرنسی پر ان اقسام کی تطبیق اور ان کی شرعی حیثیت کا جائزہ آئندہ "تطبیقی جائزہ" میں پیش کیا جائے گا۔

1. جس کی وضع بطور کرنسی ہو یعنی وہ بذات خود مقصود نہ ہو بلکہ مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ و وسیلہ ہو۔ جیسا کہ سابقہ اَدوار میں درہم و دینار (چاندی سونے کے سکّے)۔ یہ مال عقدِ بیع میں ہمیشہ ثمن بنتا ہے۔
2. جس کی وضع بطور کرنسی نہ ہو اور وہ شے قیمی ہو (یعنی جس کے افراد میں قیمت کے اعتبار سے فرق ہو) یہ ہمیشہ مبیع بنتی ہے۔ جیسے بکری وغیرہ سودے میں ہمیشہ مبیع بنے گی ثمن نہیں، کیونکہ ثمن وہ ہے جو ذمہ پر آسکے اور جسے اوصاف بیان کر کے متعین کیا جاسکے۔ قیمی شے میں چونکہ افراد میں میں قیمت کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے تو اسے ذمہ پر نہیں لیا جاسکتا۔
3. جس کی وضع بطور کرنسی نہ ہو اور وہ شے مثلی ہو (یعنی جس کے افراد میں قیمت کے اعتبار سے فرق نہ ہو)، اب اگر اس کے ساتھ سودے میں کرنسی ہو تو یہ مثلی شے مبیع بنے گی کہ کرنسی کا ثمن ہونا متعین ہے۔ مثلاً گندم کی بیع روپے سے ہو تو گندم (یعنی مثلی شے) مبیع قرار پائے گی۔
4. اگر اس مثلی شے کا تقابل قیمی شے کے ساتھ ہو مثلاً سودے میں ایک طرف گندم ہو اور دوسری طرف بکری تو گندم (مثلی شے) ثمن قرار پائے گی کیونکہ بکری کا مبیع ہونا تو متعین ہے کہ بکری قیمی ہے۔
5. بعض اشیاء وہ ہیں جو اپنی اصل کے اعتبار سے عروض (سامان) ہیں لیکن بعد میں ان کا چلن بطور کرنسی کے ہونے لگا، جیسے سابقہ ادوار میں فلوس (تانبے کے سکّے) اور موجودہ دور میں دھاتی سکّے اور کاغذی کرنسی۔ اب یہ کاغذی کرنسی لین دین میں ثمن بنتی ہے۔
6. اگر سودے میں دونوں طرف مثلی شے ہوں تو پھر مقصود کو مبیع اور وسیلہ مقصود کو ثمن قرار دیں گے۔ اس میں ثمن کی پہچان عربی میں باء کے ساتھ ہوتی ہے اور ہماری اردو زبان میں لفظِ "بدلہ" سے ہے یعنی جس چیز کے ساتھ بدلے کا لفظ استعمال ہوا کہ "گندم کے بدلے انڈے خرید تا ہوں" تو یہاں انڈے مقصود ہیں کہ بدلے کا لفظ گندم کے ساتھ آیا جو کہ مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، لہذا انڈے مبیع بنیں گے اور گندم ثمن۔

7. اگر سودے میں دونوں شے ہی قیمی ہوں مثلاً گائیں اور بکری تو دونوں من وجہ مبیع اور من وجہ ثمن ہونگے (یعنی ایک اعتبار سے مبیع اور ایک اعتبار سے ثمن) اور اس بیع کو بیع مقایضہ کہا جاتا ہے۔

8. اگر سودے میں دونوں طرف سونا یا چاندی یا ایک طرف سونا اور دوسری طرف چاندی ہو تو یہ بیع الصرف قرار پائے گی۔

خاتم المحققین علامہ سید محمد بن عمر ابن عابدین الشامی (المتوفی:1252ھ) فرماتے ہیں:

"وَاعْلَمْ أَنَّ كُلًّا مِنْ النَّقْدَيْنِ ثَمَنٌ أَبَدًا وَالْعَيْنَ الْغَيْرَ الْمِثْلِيَّ مَبِيعٌ أَبَدًا، وَكُلٌّ مِنْ الْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ الْغَيْرِ النَّقْدِ وَالْعَدَدِيِّ الْمُتَقَارِبِ إنْ قُوبِلَ بِكُلٍّ مِنْ النَّقْدَيْنِ كَانَ مَبِيعًا، أَوْ قُوبِلَ بِعَيْنٍ فَإِنْ كَانَ ذَلِکَ الْمَكِيلُ وَالْمَوْزُونُ الْمُتَقَارِبُ مُتَعَيِّنًا كَانَ مَبِيعًا أَيْضًا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَعَيِّنٍ فَإِنْ دَخَلَ عَلَيْهِ حَرْفُ الْبَاءِ مِثْلُ اشْتَرَيْتُ هَذَا الْعَبْدَ بِكُرِّ حِنْطَةٍ كَانَ ثَمَنًا وَإِنْ اُسْتُعْمِلَ اسْتِعْمَالَ الْمَبِيعِ وَكَانَ سَلَمًا مِثْلُ اشْتَرَيْتُ مِنْکَ كُرَّ حِنْطَةٍ بِهَذَا الْعَبْدِ، فَلَا بُدَّ مِنْ رِعَايَةِ شَرَائِطِ السَّلَمِ غُرَرُ الْأَذْكَارِ شَرْحُ دُرَرِ الْبِحَارِ".

ترجمہ: جان لو کہ دونوں نقدیوں (درہم و دینار) میں سے ہر ایک ہمیشہ ثمن ہے، اور غیر مثلی عین ہمیشہ مبیع ہے، اور نقدی کے علاوہ ہر مکیلی، موزونی اور ایسی عددی اشیاء جن کے قیمت کے اعتبار سے فرق نہیں ہوتا اگر اسے نقدین میں سے کسی کے مقابل لایا جائے تو پھر یہ مبیع ہے، یا اسے کسی معین شے کے مقابل لایا جائے تو اگر وہ مکیلی اور موزونی متقارب متعین ہو تو بھی وہ مبیع ہو گی، اور اگر وہ غیر متعین ہو تو اگر اس پر حرف باء داخل ہو مثلا: اشتریت هذا العبد بکُرّ حنطة (میں نے ایک کرّ گندم کے عوض یہ غلام خریدا) تو وہ ثمن ہو گی۔ اور اگر اسے مبیع کے طور پر استعمال کیا جائے تو پھر بیع سلم ہو گی مثلاً: اشتریت منک کُرّ حنطة بهذا العبد (میں نے تجھ سے اس غلام کے عوض ایک کرّ گندم خریدی) تو پھر اس میں بیع سلم کی شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، غرر الاذکار شرح درر البحار۔

(ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب فی الفرق بین الاثمان والمبیعات، 531/4، دار الفکر)

ملکیت کی حقیقت

ملکیت ایک شرعی تعلق ہے جو کسی انسان اور کسی شے کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ اس تعلق کی بنا پر اس شخص کو اس شے میں جائز تصرفات (استعمال، بیچنا، ہبہ کرنا وغیرہ) کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس میں مداخلت سے ممنوع ہوتے ہیں۔

امام علی بن الشریف الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:816ھ) فرماتے ہیں:

"اتصال شرعي بين الإنسان وبين شيء يكون مطلقا لتصرفه فيه، وحاجزًا عن تصرف غيره فيه".

ترجمہ: انسان اور کسی چیز کے درمیان ایسا شرعی تعلق جو اسے اس چیز میں مکمل تصرف کا حق دے اور دوسروں کو اس میں تصرف سے روکے۔

(التعریفات، باب المیم، ص228، دار الکتب العلمیة بیروت)

مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں ہے:

"الْمِلْکُ مَا مَلَکَهُ الْإِنْسَانُ سَوَاءٌ كَانَ أَعْيَانًا أَوْ مَنَافِعَ".

ترجمہ: ملکیت یہ ہے کہ جس کا انسان مالک ہو، چاہے وہ شے اعیان سے ہو یا منافع سے ہو۔

(مجلة الاحكام العدلية، المادة:125، نور محمد، کارخانه تجارتِ کتب، کراتشي)

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) فرماتے ہیں:

"لِأَنَّهَا أَعْرَاضٌ تَحْدُثُ شَيْئًا فَشَيْئًا عَلَى حَسَبِ حُدُوثِ الزَّمَانِ".

ترجمہ: کیونکہ وہ (منافع) اعراض ہیں جو وقت کے وقوع پذیر ہونے کے مطابق آہستہ آہستہ وجود میں آتے ہیں۔

(بدائع الصنائع، کتاب الغصب، 145/7، دار الکتب العلمیة)

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی (المتوفی: 793ھ) فرماتے ہیں:

"وَالتَّحْقِيقُ أَنَّ الْمَنْفَعَةَ مِلْكٌ لَا مَالٌ، لِأَنَّ الْمِلْكَ مَا مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يُتَصَرَّفَ فِيهِ بِوَصْفِ الِاخْتِصَاصِ، وَالْمَالُ مَا مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يُدَّخَرَ لِلِانْتِفَاعِ بِهِ وَقْتَ الْحَاجَةِ".

ترجمہ: اور تحقیق یہ ہے کہ منفعت ملک ہے مال نہیں ہے؛ کیونکہ ملک وہ ہے جس کی شان یہ ہے کہ اس میں وصفِ اختصاص کے ساتھ تصرف کیا جائے، اور مال وہ ہے جس کی شان یہ ہے کہ حاجت اور ضرورت کے وقت نفع حاصل کرنے کے لیے اسے ذخیرہ اور جمع کیا جاسکے۔

(شرح التلویح علی التوضیح، مقدمہ، القسم الاول، الرکن الاول، الباب الثانی، فصل الاتیان بالمامور بہ نوعان، 327/1، مکتبۃ صبیح بمصر)

ملکیت کا وسیع دائرہ: اعیان، منافع اور حقوق

ملکیت کا تصور محض مادی اشیاء (اعیان) تک محدود نہیں۔ درحقیقت، ملکیت کا دائرہ کار اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور اس میں منافع (کسی شے سے حاصل ہونے والے فوائد یا خدمات) اور حقوقِ مجردہ (غیر مادی قانونی و شرعی حقوق) بھی شامل ہیں۔ یہ جامعیت اسلامی قانون کی وسعت اور ہر دور کے تقاضوں سے ہم آہنگی کی عکاس ہے۔

منافع کی حقیقت

منافع (Usufruct) سے مراد کسی شے سے حاصل ہونے والے فوائد یا خدمات ہیں جو اس شے کے اصل (عین) کے برقرار رہتے ہوئے حاصل ہوں۔ یعنی، شے بذاتِ خود باقی رہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ مثلاً: کسی گھر میں رہائش اختیار کرنا (گھر کا نفع)، کسی گاڑی پر سواری کرنا (گاڑی کا نفع)، ملازمت کے بدلے حاصل ہونے والی اجرت (خدمات کا نفع)۔

عین اور منفعت کے فرق سے متعلق امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (المتوفی: 1340ھ) فرماتے ہیں:

”عین اشیائے قائمہ بالذات کو کہتے ہیں اور منفعت معانی حاصلہ فی الغیر۔ عین امور محسوسہ کی جنس سے ہے اور منفعت معنی معقول۔ عین کہ چند زمانے تک بقاہے۔ اور منفعت ہر آن متجدد۔ فی ردالمحتار المنفعة عرض لاتبقی زمانین. یعنی ردالمحتار میں ہے نفع ایک عرض ہے جس کا وجود دو زمانوں میں باقی نہیں رہتا“۔

(فتاوی رضویہ، 544/19، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

فقہائے احناف کے نزدیک، منافع بذاتِ خود ”مال“ نہیں ہیں، کیونکہ مال کی تعریف کے لیے عین (مادی وجود) کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، ان منافع کو مال کے حکم میں تسلیم کیا جاتا ہے اور ان پر مالی احکامات لاگو ہوتے ہیں۔ یعنی، ان کا لین دین (کرائے کے ذریعے) اور ضمان (خاص صورتوں مثلاً عقد اجارہ کے تحت یا مال وقف، مال یتیم اور معد للاستغلال کی صورت میں) ممکن ہے۔ اگرچہ یہ خود مال نہیں، مگر مال سے پیدا ہوتے ہیں یا مال کے ذریعے ہی حاصل ہوتے ہیں اور ان کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔

شرح المجلۃ میں ہے:

"ولا نسلم أنها أي المنافع متقومة في ذاتها بل تتقوم ضرورة عند ورود العقد عليها".

ترجمہ: ہم تسلیم نہیں کرتے کہ منافع بذاتِ خود قیمتی ہوں بلکہ ضرورتاً انہیں قیمتی شمار کیا جاتا ہے کہ جب اس پر عقد (اجارہ) وارد ہو۔

(شرح المجلۃ، الباب الثامن فی بیان الضمانات، 698/2، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

منافع کی بیع خلافِ قیاس جائز ہے یا یوں کہیں کہ اجارہ جائز ہے، کیونکہ اجارہ منفعت کو بیچنے کا نام ہے اور منافع فی الحال معدوم (غیر موجود) ہیں اور معدوم شے کو نہیں بیچا جاسکتا۔ لہذا بیچنے کی نسبت اس چیز کی طرف کرنا صحیح نہیں جو کہ مستقبل میں حاصل کی جائے گی جیسا کہ ان اعیان کی طرف بیچنے کی نسبت صحیح نہیں جن کو مستقبل میں لیا جائے گا۔ البتہ استحسانِ قرآن و سنت اور اجماع کے اعتبار سے اجارہ جائز ٹھہرا۔

ایسا ہی علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) نے فرمایا:

"وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْأَصَمُّ: إنَّهَا لَا تَجُوزُ, وَالْقِيَاسُ مَا قَالَهُ, لِأَنَّ الْإِجَارَةَ بَيْعُ الْمَنْفَعَةِ وَالْمَنَافِعُ لِلْحَالِ مَعْدُومَةٌ, وَالْمَعْدُومُ لَا يَحْتَمِلُ الْبَيْعَ فَلَا يَجُوزُ إضَافَةُ الْبَيْعِ إلَى مَا يُؤْخَذُ فِي الْمُسْتَقْبَلِ كَإِضَافَةِ الْبَيْعِ إلَى أَعْيَانٍ تُؤْخَذُ فِي الْمُسْتَقْبَلِ فَإِذًا لَا سَبِيلَ إلَى تَجْوِيزِهَا لَا بِاعْتِبَارِ الْحَالِ, وَلَا بِاعْتِبَارِ الْمَآلِ فَلَا جَوَازَ لَهَا رَأْسًا لَكِنَّا اسْتَحْسَنَّا الْجَوَازَ بِالْكِتَابِ الْعَزِيزِ, وَالسُّنَّةِ, وَالْإِجْمَاعِ". (بدائع الصنائع، کتاب الاجارۃ، 173/4، دار الکتب العلمیۃ)

حقوق کی حقیقت

حقوقِ مجردہ سے مراد وہ شرعی حقوق ہیں جو کسی مادی شے (عین) سے براہِ راست وابستہ نہیں ہوتے یا جن کا مادی وجود نہیں ہوتا، مگر ان کا شرعی اعتبار سے ایک مقام ہوتا ہے اور ان پر بعض احکامات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ حقوق عام طور پر کسی شخص کے لیے دوسرے شخص پر واجب ہوتے ہیں۔ مثلاً: حق شفعہ: ہمسائے کا حق کہ اگر اس کے پڑوسی نے اپنی زمین فروخت کی ہے تو اسے خریدنے میں ترجیح ملے، حق گزر: کسی کی زمین سے گزرنے کا حق، حق تالیف: کسی کتاب یا تصنیف پر مصنف کا حق، گڈول: کسی کاروبار کی شہرت یا ساکھ کا حق۔

فقہ حنفی میں عام طور پر حقوقِ مجردہ کو "مال" نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی ان کا مالی معاملات (جیسے بیع و شراء) میں براہ راست لین دین جائز قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حقوق نہ تو "عین" ہیں اور نہ ہی "منافع" جو کسی عین سے حاصل ہوں۔

تاہم، عرف و ضرورت کے تحت، بعض معاصر حنفی فقہاء نے بعض حقوقِ مجردہ کے مالی ہونے اور ان کے عوض لینے کو جائز قرار دیا ہے، بالخصوص ایسے حقوق جو اب باقاعدہ مالی قدر و قیمت رکھتے ہیں اور ان پر معاشی سرگرمیاں مبنی ہیں۔

پھر بطریقِ دست برداری حقوق کی دو قسمیں ہیں:

(ا) وہ حقوق جو محض دفعِ ضرر کیلئے ثابت ہوتے ہیں یعنی کسی نقصان اور ضرر کو خود سے دور کرنے کے لئے شریعت نے اس حق کو رکھا ہو، ان کا مالی معاوضہ لینا جائز نہیں، جیسے حقِ شُفعہ، ایک سے زائد شادی کی صورت میں عورت کی باری کا حق، یا مخیّرہ کا حقِ اختیار۔ یہ حقوق اصالۃً ثابت نہیں ہوتے، بلکہ کسی ضرر کے ازالے کے طور پر دیے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی ان کے عوض مال لینے پر راضی ہو تو ظاہر ہو گیا کہ اُسے کوئی ضرر نہیں تھا، لہذا اس کا یہ حق ہی ختم ہو جاتا ہے اور جب حق ہی نہ رہا تو اس کا عوض لینا بھی جائز نہ رہا۔

(۲) وہ حقوق جو اصالۃً ثابت ہوتے ہیں، نہ کہ ضرر سے بچاؤ کے طور پر، ان سے مالی عوض لے کر دست برداری جائز ہے، جیسے **موصی لہ بالخدمت کا حق** (وہ شخص جس کے حق میں کسی نے اپنی زندگی میں یا وصیت کے طور پر اسکے غلام سے خدمت لینے کا حق مقرر کیا ہو تو موصی مال کے بدلے اس حق سے دست بردار ہو سکتا ہے)، **حقِ قصاص** (کہ دیت کے بدلے دست بردار ہو سکتا ہے)، **حقِ نکاح** (کہ مالی عوض لے کر شوہر خلع یا طلاق علی المال دے سکتا ہے)، **اور حقِ رقّیت** (کہ بدلِ کتابت کے بدلے دست بردار ہو سکتا ہے)۔

ان تمام حقوق کے محض حقوقِ مجردہ ہونے کے باوجود ان سے دست برداری پر مالی معاوضہ لینا فقہاء کرام کے نزدیک جائز ہے۔

حقوق کی بیع سے متعلق خاتم المحققین علامہ سید محمد بن عمر ابن عابدین الشامی (المتوفی: 1252ھ) فرماتے ہیں:

"وَحَاصِلُهُ: أَنَّ ثُبُوتَ حَقِّ الشُّفْعَةِ لِلشَّفِيعِ، وَحَقِّ الْقَسْمِ لِلزَّوْجَةِ وَكَذَا حَقُّ الْخِيَارِ فِي النِّكَاحِ لِلْمُخَيَّرَةِ إنَّمَا هُوَ لِدَفْعِ الضَّرَرِ عَنْ الشَّفِيعِ وَالْمَرْأَةِ، وَمَا ثَبَتَ لِذَلِكَ لَا يَصِحُّ الصُّلْحُ عَنْهُ، لِأَنَّ صَاحِبَ الْحَقِّ لَمَّا رَضِيَ عُلِمَ أَنَّهُ لَا يَتَضَرَّرُ بِذَلِكَ فَلَا يَسْتَحِقُّ شَيْئًا أَمَّا حَقُّ الْمُوصَى لَهُ بِالْخِدْمَةِ فَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلْ ثَبَتَ لَهُ عَلَى وَجْهِ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ فَيَكُونُ ثَابِتًا لَهُ أَصَالَةً فَيَصِحُّ الصُّلْحُ عَنْهُ إذَا نَزَلَ عَنْهُ لِغَيْرِهِ، وَمِثْلُهُ مَا مَرَّ عَنْ الْأَشْبَاهِ مِنْ حَقِّ الْقِصَاصِ وَالنِّكَاحِ وَالرِّقِّ وَحَيْثُ صَحَّ الِاعْتِيَاضُ عَنْهُ، لِأَنَّهُ ثَابِتٌ لِصَاحِبِهِ أَصَالَةً لَا عَلَى وَجْهِ رَفْعِ الضَّرَرِ عَنْ صَاحِبِهِ".

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ شفیع کیلئے شُفعہ کا حق، بیوی کیلئے تقسیم کا حق، اور اسی طرح نکاح میں اختیار کا حق (یعنی عورت کو اختیار حاصل ہو کہ وہ نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کرے) یہ سب اس لیے دیے گئے ہیں تاکہ شفیع اور عورت سے نقصان (ضرر) کو دور کیا جا سکے۔ اور جو حق کسی سے ضرر کو دور کرنے کیلئے دیا گیا ہو، اس کا صلح (یعنی مال لے کر) کے ذریعے ساقط کیا جانا درست نہیں، کیونکہ جب صاحبِ حق خود راضی ہو گیا تو معلوم ہوا کہ اب اسے کوئی ضرر لاحق نہیں، لہٰذا وہ کسی معاوضے کا مستحق بھی نہیں۔ رہی بات اس شخص کی جس کے حق میں (غلام کی) خدمت کی وصیت کی گئی ہو، تو وہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اسے یہ حق احسان اور صلہ رحمی کے طور پر اصلاً دیا گیا ہے، لہٰذا اگر وہ یہ حق کسی دوسرے کیلئے چھوڑ دے (یعنی اس پر مالی صلح کرے)، تو یہ صلح درست ہو گی۔ اسی طرح ان حقوق کا معاملہ بھی یہی ہے جن کا ذکر الاشباہ میں گزرا ہے، جیسے قصاص، نکاح، اور غلامی، کیونکہ ان کے بدلے میں کچھ لینا جائز ہے اور وہ اس وجہ سے ہے کہ یہ حقوق اپنے مالک کیلئے اصالۃً ثابت ہوتے ہیں، نہ کہ صرف ضرر کو دور کرنے کی غرض سے۔ (ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب فی بیع الجامکیۃ، 520/4، دار الفکر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (المتوفی: 1340ھ) فرماتے ہیں:

"اب یہ کلام مسئلہ اعتیاض عن الوظائف کے طرف مجر ہو گا وہاں ہر چند علماء کو اختلاف ہے اور یہ مبحث معرکۃ الآراء ہے مگر مرضی جماہیر فحول و نحاریر عدول صحت و قبول ہے اور وہی ہنگام اعتبار و ملاحظہ نظائر ان شاء اللہ تعالیٰ اظہر، اگرچہ دوسرا پلہ بھی بہت ثقیل و گراں ہے، **فی الدر المختار من الاشباہ، المذھب عدم اعتبار العرف الخاص لکن افتی کثیر باعتبارہ وعلیہ فیفتی بجواز النزول من الوظائف بمال... الخ قال العلامۃ السید احمد الطحطاوی فی حاشیتہ وقد تعارف ذٰلک الفقہاء عرفا قدیما رضیہ العلماء والحکام الی ان قال عن ابی السعود عن السید احمد الحموی من بعض الفضلاء عن العلامۃ بدر الدین العینی ان النزول عن الوظائف صحیح قیاسا علی ترک المرأۃ قسمھا لصاحبتھا لان کل منھما مجرد اسقاط".** ترجمہ: درمختار میں بحوالہ اشباہ مذکور ہے کہ مذہب کہ عرف خاص کے عدم اعتبار کا ہے لیکن کثیر علماء نے اس کے اعتبار کرنے کا فتویٰ دیا اسی بنیاد پر مال کے بدلے وظائف سے دستبرداری کے

جواز کا فتوٰی دیا گیا الخ علامہ سید احمد طحطاوی نے اپنے حاشیہ میں کہا کہ فقہاء کا یہ عرف قدیم ہے اور علماء وحکام نے اس کو پسند کیا یہاں تک کہ علامہ طحطاوی نے کہا کہ ابو سعود نے بعض فضلاء کا قول بحوالہ علامہ بدرالدین عینی سید احمد حموی سے نقل کیا کہ وظائف سے دستبرداری صحیح ہے قیاس کرتے ہوئے عورت کے اپنی باری اپنی سوکن کے لئے چھوڑ دینے پر، کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک محض اسقاط ہے۔

علامہ سید احمد حموی غمز عیون البصائر میں علامہ نورالدین علی مقدسی سے بعض فروع مبسوط سرخسی پر اس مسئلہ کا اعتبار اور صحت کا استظہار نقل کرکے فرماتے ہیں: **فلیحفظ فانہ نفیس جدا** (اس کو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ یہ بہت عمدہ ہے)

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار میں کلام علامہ بیری شارح اشباہ سے اس کی تائید نقل اور حقوق موصی لہ بالخدمہ وقصاص ونکاح ورق کا حقوق شفعہ وقسم زوجہ وخیار مخیرہ فی النکاح سے بدیں وجہ کہ صور اولٰی میں حق اصالۃ ثابت ہے تو ان سے اعتیاض جائز بخلاف اخیرہ کے کہ وہاں ثبوت حق صرف بربنائے ضرر ہے جب صاحب حق اعتیاض پر راضی ہوا معلوم ہوا مستضرر نہ تھا اسا حق باطل ہوا یہ عوض کیسا؟ فرق بیان کرکے فرماتے ہیں: **ولا یخفی ان صاحب الوظیفۃ ثبت لہ الحق فیہ بتقریر القاضی علی وجہ الاصالۃ لا علی رفع الضرر (ینقل الی ما قال) وان کان الاظہر فیہا ما قلنا**". ترجمہ: اور مخفی نہ رہے کہ بیشک صاحب وظیفہ کے لئے حق قاضی کی تقریر سے بطور اصل ثابت ہوا نہ کہ رفع ضرر کے طور پر (نقل کرتے ہوئے یہاں تک کہا) اگرچہ اس میں زیادہ ظاہر وہی ہے جو ہم نے کہا"۔

(فتاوی رضویہ، 17/110-112، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حقوق کی چند مثالیں:

آج کل حقوق اور منافع کی بیع کی کئی صورتیں رائج ہیں، ان میں سے چند مثالیں یہ ہیں:

1. **ادبی کاپی رائٹ، حق ایجاد، اور حق طباعت:** یہ حقوق آئینی طور پر درست قرار دیے گئے ہیں اور پوری دنیا میں ان کی خرید وفروخت کا عام رواج ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حقوق شرعاً مباح اور قابلِ انتفاع ہیں، اور عرف عام میں بھی ان کی خرید وفروخت جاری ہے۔
2. **رجسٹرڈ ناموں اور ٹریڈ مارکس (تجارتی شناختی علامت) کی بیع:** آج کل ٹریڈ مارک اور ناموں کا بھی رجسٹریشن ہوتا ہے۔ اگر دوسرے لوگ رجسٹرڈ نام یا نشان استعمال کریں تو کاروباری اعتبار سے یہ بہت بڑا غرر (دھوکہ) اور خدع (فریب) ہے اور خریداروں کے ساتھ دھوکہ دہی ہے، جسے شریعت ناجائز قرار دیتی ہے۔ اگر کسی کمپنی کا نام یا ٹریڈ مارک استعمال کرنا ہو تو اس کا عوض دینا پڑتا ہے اور اس پر بھی عرف عام ہے۔
3. **تجارتی لائسنس کی خرید وفروخت:** موجودہ دور میں اکثر ممالک حکومتی لائسنس کے بغیر مال درآمد یا برآمد کرنے کی اجازت نہیں دیتے، جس کی وجہ سے تاجر حضرات حکومت سے لائسنس حاصل کرتے ہیں اور بسا اوقات اس لائسنس کو دوسروں کے ہاتھ فروخت بھی کر دیتے ہیں۔
4. **حق تعلی (فضا کی بیع):** یہ کسی مکان کی چھت پر مزید عمارت بنانے کا حق ہے۔ اگر یہ حق اصل مکان کے ساتھ یا دو منزلہ مکان کی اوپری منزل کی فروخت کے ساتھ ہو تو یہ عام ہے۔ بعض حالات میں، یہاں تک کہ اگر اوپر والی عمارت منہدم ہو جائے، تو خریدار کو پہلی عمارت

جیسی دوسری عمارت بنانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ بڑے شہروں میں آبادی کے بڑھنے کی وجہ سے اس حق کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور عرف وتعامل کی بنیاد پر اس کی خرید و فروخت کی گنجائش سمجھی جاتی ہے۔

5. **حق مرور (گزرنے کا حق) کی بیع:** اپنی زمین پر یا مکان کی چھت سے گزرنے یا دوسرے کی زمین سے گزر کر اپنی زمین میں داخل ہونے کے حق کی خرید و فروخت بھی رائج ہے۔ اس طرح کسی ملک کی سرحد سے ہوائی جہاز گزرنے کی بھی فیس وصول کی جاتی ہے۔
6. **حق شرب (پانی حاصل کرنے یا استعمال کرنے کا حق) کی فروخت:** کسی مخصوص جگہ سے پانی حاصل کرنے یا استعمال کرنے کے حق کی فروخت کی بحث بھی فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور موجودہ دور میں بھی کاشتکاروں میں اس کا عرف ہے۔
7. **حق تسییل (پانی بہانے کا حق) کی بیع:** یہ گھر یا کھیت سے زائد، استعمال شدہ یا بارش کے پانی کو بہانے کا حق ہے۔ اور شہروں میں میونسپلٹی اس حق کے عوض ماہانہ فیس وصول کرتی ہیں۔
8. **پگڑی:** یہ حق اجارہ کی بیع ہے۔ فقہ کی کتابوں میں اس کی بحث حق خلو کے نام سے موجود ہے اور موجودہ دور میں بھی بعض شہروں میں یہ رائج ہے۔
9. **سوشل میڈیا پیجز اور یوٹیوب چینلز:** یہ دراصل ایک قسم کا حق ہے جو کسی آن لائن پلیٹ فارم پر موجودگی اور وہاں موجود مواد پر کنٹرول فراہم کرتا ہے۔
10. **ڈومین نیم (Domain Names):** ایک ڈومین نیم دراصل ایک منفعت ہے جو خریدار کو آن لائن شناخت، رسائی اور تجارتی فوائد فراہم کرتی ہے۔ آج کے عرف میں یہ ایک معروف اور قابلِ قدر چیز ہے جس پر قانونی تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے۔
11. **لائف ٹائم سبسکرپشن:** یہ مستقل حق کی بیع ہے، جس میں ایک دفعہ ادائیگی کے بعد کسی سروس یا پراڈکٹ تک زندگی بھر رسائی کا حق صارف کو حاصل ہو جاتا ہے۔
12. **سرکاری نوکری سے دستبرداری:** سرکاری محکموں میں خرچہ کم کرنے کے لئے ملازمین کو ان کی ملازمت سے دستبرداری کی صورت میں یکمشت بھاری رقم عوض میں دی جاتی ہے۔ یہ نزول عن الوظائف ہی کی ایک صورت ہے جس کی بحث پیچھے گزر چکی۔

منافع اور حقوقِ مجردہ میں فرق (حنفی نقطہ نظر)

اگرچہ دونوں غیر مادی ہیں، منافع اور حقوق میں فقہ حنفی کے مطابق بنیادی فرق درج ذیل ہیں:

1. **حصول کا تعلق:** منافع کسی مادی شے (عین) کے استعمال یا اس سے استفادہ کرنے کے نتیجے میں حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی، منافع کا وجود ہمیشہ کسی "عین" سے وابستہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، گھر کا کرایہ گھر سے حاصل ہوتا ہے، جبکہ حقوقِ مجردہ براہِ راست کسی مادی شے کے استعمال سے حاصل نہیں ہوتے، بلکہ یہ شرعی طور پر کسی شخص کے لیے دوسرے شخص یا کسی حالت کے خلاف ثابت ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق کسی شے کے بجائے کسی فرد کے ذاتی مفاد سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، حق شفعہ کا تعلق ہمسائیگی سے ہے، کسی خاص عین کے استعمال سے نہیں۔

2. **مالیت کا حکم:** منافع ہم احناف کے نزدیک بذات خود "مال" نہیں، لیکن ان پر مالی احکامات (جیسے اجارہ، ضمان) کا اطلاق ہوتا ہے، جبکہ حقوقِ مجردہ نہ "مال" ہیں اور نہ ہی ان کا مالی لین دین جائز ہے۔ اہم، معاصر فقہاء نے بعض مخصوص حقوق کے مالی ہونے پر جدید حالات کے مطابق بحث کی ہے اور ان کا مالی عوض لینا بطور صلح جائز قرار دیا ہے۔
3. **لین دین کا جواز:** منافع کا لین دین (کرائے کے ذریعے) جائز ہے، کیونکہ یہ ایک معلوم اور متعین فائدہ ہوتا ہے جس پر قبضہ ممکن ہے، جبکہ حقوقِ مجردہ کا براہِ راست لین دین جائز نہیں (یعنی ان کو بیچا نہیں جا سکتا تھا)۔ تاہم، معاصر فقہاء نے بعض مخصوص حقوق کے مالی ہونے پر جدید حالات کے مطابق بحث کی ہے۔ البتہ، اگر کسی عین کے ساتھ حق وابستہ ہو تو عین کی بیع کے ساتھ حق بھی منتقل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ منافع کا تعلق ہمیشہ کسی عین سے ہوتا ہے اور وہ عین کے برقرار رہتے ہوئے حاصل ہوتے ہیں، جبکہ حقوقِ مجردہ کا تعلق عین سے براہِ راست نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک شرعی حیثیت رکھتے ہیں۔ دونوں غیر مادی ہونے کے باوجود، فقہی احکامات اور مالی حیثیت میں مختلف ہیں۔

مال و ملکیت میں فرق

مال اور ملکیت کے درمیان بنیادی فرق یہ ہیں:

1. **ماہیت کا فرق:** مال ایک مادی یا قابلِ قدر شے (چاہے وہ عین ہو یا بعض صورتوں میں منفعت) ہے جس کی طرف انسانی طبیعت مائل ہو اور جسے ذخیرہ کیا جا سکے۔ یہ ایک خارجی وجود رکھنے والی چیز ہے، جبکہ ملکیت ایک شرعی و قانونی تعلق یا اہلیت ہے جو انسان کو کسی چیز پر تصرف کا اختیار دیتی ہے۔ یہ کوئی مادی شے نہیں بلکہ ایک حق یا حکم ہے۔
2. **وجود کا فرق:** مال کا وجود ملکیت سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اور ملکیت کے بغیر بھی (جیسے مباحاتِ اصلیہ یعنی وہ چیزیں جو ابھی تک کسی کی ملکیت میں نہیں آئیں، مثلاً جنگل کی لکڑی یا دریا کا پانی)، جبکہ ملکیت کا وجود عام ہے خواہ کسی مال کے ساتھ وابستہ ہو ہے چاہے براہ راست ہو جیسے مالک کی ملکیت یا بالواسطہ ہو جیسے منافع کی ملکیت یا اس کا تعلق مال کے ساتھ نہ ہو جیسے حق کی ملکیت۔
3. **عموم و خصوص من وجہ کا تعلق:** ان دونوں کے درمیان "عموم خصوص من وجہ" کی نسبت ہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ بعض صورتوں میں اکٹھے ہوتے ہیں اور بعض میں جدا:

(۱) مال بلا ملکیت: کچھ چیزیں مال تو ہوتی ہیں لیکن کسی کی ملکیت نہیں ہوتیں، جیسے سمندر میں مچھلیاں یا جنگل میں درخت (جب تک کوئی ان پر قبضہ نہ کر لے)۔ یہ "مباحات" کہلاتے ہیں۔

(۲) ملکیت بلا مال (عند الاحناف مال کی خاص تعریف کے مطابق): کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن پر ملکیت تو قائم ہوتی ہے مگر وہ مال کی تعریف (جو مادی اور قابل ذخیرہ ہونے پر زور دیتی ہے) کے تحت "مال" شمار نہیں ہوتیں، جیسے: منافع، کسی چیز کے فوائد (مثلاً مکان میں رہنے کا حق)۔ منافع مملوک تو ہیں لیکن (مادی نہ ہونے کی وجہ سے) مال نہیں۔ اسی طرح حقوق مجردہ، خالص حقوق جیسے حقِ شفعہ، حقِ خیار وغیرہ مملوک (ملکیت میں) تو ہیں لیکن انہیں مال نہیں شمار کیا جاتا۔

(۳) مال اور ملکیت کا اجتماع: اکثر صورتوں میں ایک شے مال بھی ہوتی ہے اور کسی کی ملکیت میں بھی ہوتی ہے، جیسے کسی شخص کی اپنی گاڑی، کتاب یا مکان۔ جب کوئی شخص ان اشیاء کو خرید تا ہے، اسے وراثت میں پاتا ہے، یا اسے ہبہ کیا جاتا ہے تو اس شخص کا ان اشیاء پر جو قانونی و شرعی اختیارِ تصرف قائم ہوتا ہے، وہ "ملکیت" ہے اور وہ گاڑی، کتاب یا مکان خود "مال" ہیں۔

ملکی قانون میں مال اور ملکیت

پاکستان کے قانون میں مال، ملکیت (Ownership)، منافع (Profit) اور حقوق (Rights) کی تعریف اور ان میں فرق واضح طور پر موجود ہے۔ اگرچہ ان الفاظ کی کوئی واحد جامع تعریف تمام قوانین میں ایک جیسی نہیں ملتی، لیکن مختلف قوانین اور قانونی نصوص میں ان کے معانی اور دائرہ کار کو واضح کیا گیا ہے۔

آیئے ایک ایک کر کے ان کی تعریفات اور ان کے درمیان فرق کو دیکھتے ہیں:

1. مال (Property/Goods)

مال کا لفظ عام طور پر ایسی چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو قابل ملکیت ہوں، چاہے وہ منقولہ (movable) ہوں یا غیر منقولہ (immovable)۔ پاکستان کے قانون میں مال کی کوئی ایک جامع تعریف نہیں ملتی جو تمام قوانین پر لاگو ہو، لیکن مختلف قوانین میں اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے۔

1. منقولہ مال (Movable Property): یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکے، جیسے زیورات، گاڑیاں، نقدی وغیرہ۔
2. غیر منقولہ مال (Immovable Property): یہ وہ چیزیں ہیں جو زمین سے منسلک ہوں اور انہیں آسانی سے منتقل نہ کیا جا سکے، جیسے زمین، عمارتیں، درخت وغیرہ۔

قانونی حوالہ جات:

- Transfer of Property Act, 1882: یہ قانون بنیادی طور پر غیر منقولہ جائیداد (Immovable Property) کی منتقلی اور اس سے متعلقہ حقوق اور ذمہ داریوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس قانون میں جائیداد کی اقسام اور ان کی منتقلی کے طریقہ کار کی تفصیلات دی گئی ہیں۔
- Sale of Goods Act, 1930: یہ قانون مال کی فروخت اور اس سے متعلقہ معاملات کو دیکھتا ہے، اور اس میں (goods) کی تعریف دی گئی ہے جس میں منقولہ مال شامل ہے۔

2. ملکیت (Ownership)

ملکیت سے مراد کسی شے پر قانونی اور حتمی اختیار ہے۔ یہ ایک وسیع تصور ہے جس میں کسی چیز کو استعمال کرنے، اس سے فائدہ اٹھانے، اسے تلف کرنے، یا اسے منتقل کرنے کا حق شامل ہوتا ہے۔ مالک کو اپنی ملکیت پر تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ قانون کی طرف سے کوئی پابندی عائد ہو۔

ملکیت کے اہم پہلو:

1. استعمال کا حق(Right to Use): مالک کو اپنی جائیداد کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا حق ہوتا ہے۔
2. قبضہ کا حق(Right to Possess): مالک کو اپنی جائیداد پر جسمانی قبضہ رکھنے کا حق ہوتا ہے۔
3. نفع کا حق(Right to Enjoy Profits): مالک کو اپنی جائیداد سے حاصل ہونے والے منافع یا آمدنی سے فائدہ اٹھانے کا حق ہوتا ہے۔
4. تصرف کا حق(Right to Dispose of): مالک کو اپنی جائیداد کو فروخت کرنے، تحفے میں دینے، یا وصیت کرنے کا حق ہوتا ہے۔

قانونی حوالہ جات:

- Transfer of Property Act, 1882: یہ قانون ملکیت کی منتقلی کے اصولوں کو واضح کرتا ہے اور مختلف قسم کی ملکیت کی تفصیلات فراہم کرتا ہے۔
- Constitution of Pakistan, 1973: آئین پاکستان کے آرٹیکل 23 اور 24 شہریوں کو جائیداد حاصل کرنے، رکھنے اور تصرف کرنے کا بنیادی حق فراہم کرتے ہیں۔ آرٹیکل 24 خاص طور پر جائیداد سے محرومی کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے، سوائے قانون کے مطابق اور عوامی مفاد میں۔

3. منافع(Profits/Benefits)

منافع سے مراد وہ فائدہ یا آمدنی ہے جو کسی مال یا ملکیت سے حاصل ہو۔ یہ مالیاتی یا غیر مالیاتی دونوں ہو سکتے ہیں۔ قانونی تناظر میں، منافع کا تعلق اکثر کسی چیز کے استعمال یا اس پر ملکیت سے ہوتا ہے۔ مثلاً: ایک جائیداد سے حاصل ہونے والا کرایہ، کسی کاروبار سے حاصل ہونے والی آمدنی، کسی حصص پر ملنے والا منافع(dividend)، ایک زرعی زمین سے حاصل ہونے والی فصل۔

قانونی حوالہ جات:

مختلف معاہداتی قوانین(Contract Law) اور تجارتی قوانین(Commercial Laws) منافع کی تقسیم اور اس سے متعلقہ حقوق و فرائض کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، Companies Act, 2017 میں کمپنیوں کے منافع کی تقسیم(dividends) کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت، رجسٹرڈ اراکین کو حصص کی الاٹمنٹ کے بعد یا منتقلی کیلئے درخواست کی وصولی کے بعد تیس دنوں کے اندر حصص کا سرٹیفکیٹ وصول کرنے کا حق ہے، جس میں ان کے پاس موجود حصص اور ادا شدہ رقم کی وضاحت ہوتی ہے۔

Income Tax Ordinance, 2001 یہ قانون بھی ڈیویڈنڈز کو کمپنی کی جانب سے اپنے حصص داروں کو جمع شدہ منافع کی تقسیم کے طور پر بیان کرتا ہے، خواہ وہ سرمائے میں تبدیل کیے گئے ہوں یا نہیں، بشرطیکہ یہ تقسیم کمپنی کے حصص داروں کو کمپنی کے اثاثوں کا کوئی بھی حصہ، بشمول رقم، جاری کرنے کا باعث بنے۔ یہ آرڈیننس ڈیویڈنڈز پر ٹیکس کے اصول بھی واضح کرتا ہے۔

4. حقوق(Rights)

حقوق سے مراد وہ قانونی مطالبات یا استحقاق ہیں جو کسی شخص کو قانون کی طرف سے دیے جاتے ہیں۔ یہ کسی مال، ملکیت، یا کسی بھی قانونی تعلق کے نتیجے میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ حقوق کی کئی اقسام ہیں، جیسے:

1. بنیادی حقوق (Fundamental Rights): آئین پاکستان میں دیے گئے حقوق، جیسے جائیداد کا حق (آرٹیکل 23، 24)۔
2. معاہداتی حقوق (Contractual Rights): معاہدوں کے ذریعے پیدا ہونے والے حقوق۔
3. ملکیتی حقوق (Proprietary Rights): جائیداد کی ملکیت سے منسلک حقوق۔
4. فکری ملکیت کے حقوق (Intellectual Property Rights): ایجادات، ادبی اور فنی کاموں، ڈیزائنز، اور ٹریڈ مارکس سے متعلق حقوق، جو پاکستان میں مختلف قوانین کے تحت محفوظ ہیں؛

مثلاً Copyright Ordinance, 1962, Patents Ordinance, 2000, اور Trade Marks Ordinance, 2001۔

قانونی حوالہ جات:

- Constitution of Pakistan, 1973: آئین پاکستان میں بنیادی حقوق کی ایک تفصیلی فہرست دی گئی ہے جو پاکستانی شہریوں کو حاصل ہیں۔
- Civil Procedure Code, 1908: یہ قانون حقوق کے نفاذ اور ان کی خلاف ورزی کی صورت میں قانونی چارہ جوئی کے طریقہ کار کو واضح کرتا ہے۔
- Specific Relief Act, 1877: یہ قانون حقوق کی مخصوص کارکردگی اور ان کے تحفظ سے متعلق ہے۔

مال، ملکیت، منافع اور حقوق میں فرق:

ان میں فرق کو سمجھنے کے لیے ایک مثال دی جاسکتی ہے:

اگر آپ کے پاس ایک گھر (مال) ہے: اس گھر پر آپ کی ملکیت (Ownership) ہے، جس کا مطلب ہے کہ آپ اس کے قانونی مالک ہیں اور آپ کو اسے استعمال کرنے، فروخت کرنے یا کرایہ پر دینے کا حق حاصل ہے۔ اگر آپ اس گھر کو کرایہ پر دیتے ہیں تو اس سے حاصل ہونے والا کرایہ آپ کا منافع (Profit) ہو گا۔ آپ کو اس گھر میں رہنے کا، اسے اپنی مرضی سے استعمال کرنے کا، اسے کسی کو بیچنے کا، اور اس پر کسی دوسرے شخص کے ناجائز قبضے کے خلاف تحفظ کا جو اختیار حاصل ہے، یہ سب آپ کے حقوق (Rights) ہیں۔

خلاصہ:

1. مال (Property/ Goods): وہ چیز جو ملکیت کا موضوع بن سکتی ہے۔ (جیسے مکان)
2. ملکیت (Ownership): مال پر قانونی اور حتمی اختیار کا تصور۔ (مکان کا مالک ہونا)
3. منافع (Profit): مال کے استعمال سے حاصل ہونے والا فائدہ یا آمدنی۔ (مکان کا کرایہ)
4. حقوق (Rights): وہ قانونی استحقاق جو مالک کو مال پر حاصل ہوتے ہیں اور جنہیں قانون تحفظ فراہم کرتا ہے۔ (مکان میں رہنے، اسے بیچنے، یا اس پر دعویٰ کرنے کا حق)

پاکستانی قانون میں یہ اصطلاحات مختلف قوانین میں مختلف تناظر میں استعمال ہوتی ہیں، لیکن ان کا بنیادی تصور ایک ہی رہتا ہے اور ان کے درمیان واضح فرق موجود ہے جو قانونی معاملات کو حل کرنے کے لیے ضروری ہے۔

بیع کی شرائط (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں)

1. بیع کی شرائط میں معقود علیہ کا مال ہونا ضروری ہے یعنی ایسی شے جس کا خارجی وجود ہو کیونکہ بیع تبادلہ مال کا نام ہے۔

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) فرماتے ہیں:

"(وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَ مَالًا لِأَنَّ الْبَيْعَ مُبَادَلَةُ الْمَالِ بِالْمَالِ". ترجمہ: بیع کی شرائط سے ہے کہ شے مال ہو کیونکہ مال کے بدلے مال کا باہم تبادلے کو بیع کہتے ہیں۔ (بدائع الصنائع، کتاب البیوع، 140/5، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور غیر مال کی بیع باطل ہے۔

علامہ شیخ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی (المتوفی: 1004ھ) فرماتے ہیں:

"بَطَلَ بَيْعُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ كَالدَّمِ وَالْمَيْتَةِ". ترجمہ: جو شے مال نہیں اس کی بیع اصلاً باطل ہے جیسا کہ خون اور مردار۔

(تنویر الابصار مع الدر المختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، 5/51-52، دار الفکر بیروت)

2. معقود علیہ کا شرعاً مالِ متقوم (وہ مال جس کی شریعت میں کوئی قیمت ہو اور اس کا استعمال جائز ہو) ہونا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز ایسی نہ ہو جسے شریعت نے ممنوع قرار دیا ہو۔ مثلاً: شراب، خنزیر، خون، بت وغیرہ کی بیع صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ شرعاً مالِ متقوم نہیں ہیں۔

3. معقود علیہ (مبیع) کا بیع کے وقت موجود ہونا ضروری ہے اور یہ شے کے خارجی وجود کو مستلزم ہے کہ جو شے وجود رکھتی ہے وہی موجود ہوتی ہے۔ معدوم (جو چیز موجود نہ ہو) کی بیع باطل ہے، جیسے مستقبل میں پیدا ہونے والے پھل یا ابھی پیدا نہ ہونے والا جانور کا بچہ۔ البتہ بعض عقود جیسے بیع سلم اور استصناع میں معدوم کی بیع بعض شرائط کے ساتھ جائز ہے، لیکن یہ اصول کے خلاف استثناء ہیں جو ضرورت اور تعامل (معاشرتی رواج) کی بنا پر جائز قرار دیے گئے ہیں۔

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) فرماتے ہیں:

"(مِنْهَا): أَنْ يَكُونَ مَوْجُودًا فَلَا يَنْعَقِدُ بَيْعُ الْمَعْدُومِ، وَمَا لَهُ خَطَرُ الْعَدَمِ".

ترجمہ: بیع کی شرائط سے ہے کہ مبیع موجود ہو، لہٰذا معدوم اور جو خطرِ عدم پر ہو اس کی بیع جائز نہیں۔

(بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل فی الشرط الذی یرجع الی المعقود علیہ، 138/5، دار الکتب العلمیۃ)

4. مبیع مملوک ہو یعنی بائع کی ملکیت میں ہونا ضروری ہے۔ جو چیز بائع کی ملکیت میں نہ ہو، اس کی بیع درست نہیں۔ البتہ وکیل کے ذریعے بیع یا وکیل کا مؤکل کی چیز فروخت کرنا جائز ہے کیونکہ وکیل مالک کا قائم مقام ہوتا ہے۔

غیر مملوک کی بیع سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ". ترجمہ: یعنی: جو چیز تمہاری ملکیت میں نہ ہو، اسے مت بیچو۔

(سنن النسائی، 289/7، الرقم: 4613، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ حلب)

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) فرماتے ہیں:

"(وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَ مَمْلُوكًا. لِأَنَّ الْبَيْعَ تَمْلِيكٌ فَلَا يَنْعَقِدُ فِيمَا لَيْسَ بِمَمْلُوكٍ".

ترجمہ: بیع کی شرائط سے ہے کہ مبیع مملوک ہو، کیونکہ بیع مالک بنانا ہے لہٰذا جو مملوک نہ ہو اس میں بیع منعقد نہیں ہوگی۔

(بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل فی الشرط الذی یرجع الی المعقود علیہ، 138/5، دار الکتب العلمیۃ)

5. مقدور التسلیم ہونا۔ یعنی بائع کو مبیع خریدار کے حوالے کرنے پر قدرت ہونی چاہیے۔ اگر بائع کیلئے مبیع پر قبضہ کروانا ممکن نہ ہو تو بیع صحیح نہیں ہو گی۔ مثلاً: ہوا میں اڑنے والا پرندہ (جو قابو میں نہ ہو)، تالاب میں موجود مچھلی (جس پر قابو نہ پایا جا سکے)، یا گم شدہ چیز کی بیع درست نہیں۔

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) فرماتے ہیں:

(وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَ مَقْدُورَ التَّسْلِيمِ عِنْدَ الْعَقْدِ، فَإِنْ كَانَ مَعْجُوزَ التَّسْلِيمِ عِنْدَهُ لَا يَنْعَقِدُ، وَإِنْ كَانَ مَمْلُوكًا لَهُ

ترجمہ: بیع کی شرائط سے ہے کہ مبیع بوقت عقد مقدور التسلیم ہو، پس اگر بوقت عقد تسلیم سے عجز ہو تو بیع منعقد نہیں ہو گی اگرچہ وہ اس کی مملوک ہو۔ (بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل فی الشرط الذی یرجع الی المعقود علیہ، 147/5، دار الکتب العلمیۃ)

6. مبیع اور ثمن (قیمت) دونوں کا معلوم اور متعین ہونا ضروری ہے۔ اس میں کسی قسم کی جہالت نہیں ہونی چاہیے جس کی وجہ سے فریقین کے درمیان نزاع یا جھگڑا پیدا ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مبیع کی جنس، نوع، مقدار اور صفات واضح طور پر بیان کی جائیں۔ اسی طرح ثمن کی مقدار بھی معلوم ہونی چاہیے۔ مثلاً: ”میں نے تمہیں اپنا ایک گھر بیچا“ جبکہ بائع کے کئی گھر ہوں اور خریدار کو معلوم نہ ہو کہ کون سا گھر بیچا جا رہا ہے، یہ بیع فاسد ہے۔ اسی طرح، ”میں نے تمہیں یہ چیز اس قیمت پر بیچی جو تم مناسب سمجھو“ بھی فاسد ہے کہ ثمن مجہول ہے۔

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) فرماتے ہیں:

"(وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَ الْمَبِيعُ مَعْلُومًا وَثَمَنُهُ مَعْلُومًا عِلْمًا يَمْنَعُ مِنَ الْمُنَازَعَةِ".

ترجمہ: بیع کی شرائط سے ہے کہ مبیع و ثمن ایسی معلوم ہو کہ جھگڑے کو روکے۔

(بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل فی الشرائط صحۃ فی البیوع، 156/5، دار الکتب العلمیۃ)

7. منقولی شے (جیسے کپڑا، الیکٹرانک اشیاء، گاڑیاں وغیرہ) کو قبضہ حاصل کرنے کے بعد بیچا جائے، اگر قبضہ حاصل کرنے سے پہلے بیچا تو یہ ناجائز ہو گا۔

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی: 587ھ) فرماتے ہیں:

"شرط انعقاد البيع للبائع أن يكون مملوكا للبائع عند البيع فإن لم يكن لا ينعقد، وإن ملكه بعد ذلك بوجه من الوجوه إلا السلم خاصة، وهذا بيع ما ليس عنده «، ونهى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عن بيع ما ليس عند الإنسان، ورخص في السلم» ... والمراد منه بيع ما ليس عنده ملكا؛ لأن قصة الحديث تدل عليه فإنه روي أن «حكيم بن حزام كان يبيع الناس أشياء لا يملكها، ويأخذ الثمن منهم ثم يدخل السوق فيشتري، ويسلم إليهم فبلغ ذلك رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال لا تبع ما ليس عندك».

ترجمہ: بیع منعقد ہونے کی شرط یہ ہے کہ چیز بیع کے وقت بائع کی ملکیت میں ہو، اگر اس کی ملکیت میں نہ ہو تو بیع منعقد نہیں ہو گی، اگرچہ بعد میں کسی طریقے سے اس کا مالک ہو جائے، سوائے سلم کے، اور یہ اس چیز کو بیچنا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چیز کو بیچنے سے منع فرمایا ہے، جو انسان کے پاس نہ ہو اور سلم میں رخصت دی ہے، بیچنا اس کو جو اس کے پاس نہیں سے، مراد ملک کا نہ ہونا ہے کیونکہ حدیث کا قصہ اسی پر دلالت کرتا ہے، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو وہ اشیاء بیچ دیتے تھے جو ان کی ملک میں نہ ہوتیں اور ان سے ثمن لے

لیتے پھر بازار جاتے اور وہ چیز خرید کر ان کے سپرد کر دیتے، نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس معاملے کی جب خبر پہنچی، تو آپ نے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں ہوتی اس کو نہ بیچ۔ ملخصًا

(بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل في الشرط الذي يرجع إلى المعقود عليه، 5/146-147، دار الکتب العلمیة، بیروت)

علامہ ابو محمد محمود بن احمد بدر الدین العینی (المتوفی: 855ھ) فرماتے ہیں:

"بيع المنقول قبل القبض لا يجوز بالإجماع". ترجمہ: منقولی چیز کی قبضہ سے پہلے بیع بالاجماع ناجائز ہے۔

(البنایة شرح الهدایة، کتاب البیوع، باب الاقالة، 8/299، دار الکتب العلمیة)

ضمان کی بحث (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں)

اسلامی مالیاتی اصول میں یہ ایک بنیادی قاعدہ ہے جسے **"الغُنمُ بالغُرمِ"** کے نام سے جانا جاتا ہے، یعنی نفع کا حق اسی کو حاصل ہوتا ہے جو نقصان کا ذمہ دار ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص کسی چیز سے منافع تب ہی حاصل کر سکتا ہے جب وہ اس چیز کے نقصان یا ہلاکت کی مالی ذمہ داری (ضمان) اٹھا رہا ہو۔ یہ اصول اسلامی مالیاتی معاملات میں انصاف اور عدل کو یقینی بناتا ہے، کیونکہ منافع کا حصول ہمیشہ اس خطرے کے بدلے میں ہوتا ہے جو ایک شخص قبول کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص خطرہ مول نہیں لیتا تو اسے اس سے حاصل ہونے والے منافع کا بھی حق حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ نفع براہ راست خطرے اور مالی ذمہ داری سے جڑا ہوا ہے۔

یہ اصول سود (ربا) اور دیگر ناجائز مالیاتی سرگرمیوں کو ممنوع قرار دینے کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک ہے۔ سود کے نظام میں، قرض دہندہ اپنی دی گئی رقم پر اضافی سود کا مطالبہ کرتا ہے جبکہ وہ اس کاروبار یا منصوبے میں ہونے والے کسی بھی نقصان کا کوئی خطرہ نہیں اٹھاتا جس کے لیے قرض لیا گیا ہے۔ اس صورت میں، قرض دی گئی رقم کا ضمان اور نقصان کا خطرہ قرض لینے والے پر ہوتا ہے، لیکن نفع (سود) قرض دہندہ کو ملتا ہے جو اس اصول کے صریحاً خلاف ہے۔ اس کے برعکس، اسلامی مالیاتی نظام میں اگر کوئی شخص کاروبار میں سرمایہ لگاتا ہے تو وہ منافع و نقصان دونوں میں شریک ہوتا ہے، کیونکہ اس نے سرمائے کے نقصان کی ذمہ داری لی ہوتی ہے۔ اسی طرح، تجارت میں جب کوئی چیز بیچی جاتی ہے تو بیچنے والے کو اس چیز کو بیچنے سے منافع کمانے کا حق تبھی حاصل ہوتا ہے جب وہ اس کی ملکیت اور نقصان کی ضمان اٹھا رہا ہو، یعنی اگر چیز گاہک تک پہنچنے سے پہلے خراب ہو جائے تو یہ نقصان بیچنے والے کا ہو گا۔

اس اصول کا اطلاق تمام اسلامی مالیاتی معاہدوں پر ہوتا ہے جیسے کہ مشارکت (پارٹنرشپ جہاں دونوں فریق منافع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں) اور مضاربہ (جہاں ایک فریق سرمایہ اور دوسرا محنت فراہم کرتا ہے اور نفع میں شریک ہوتے ہیں جبکہ نقصان صرف سرمائے کا مالک اٹھاتا ہے)۔ ان تمام صورتوں میں، منافع کا استحقاق ضمان یا خطرے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا، شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ کسی ایسی چیز پر نفع کمانا جائز نہیں جس کی مالی ذمہ داری یا نقصان کا خطرہ آپ پر نہ ہو، کیونکہ ایسے منافع حقیقی اقتصادی سرگرمی اور خطرے کے بغیر حاصل ہوتے ہیں، جو مالیاتی نظام میں غیر توازن اور ناانصافی کا باعث بنتا ہے۔ یہ اصول لوگوں کو حقیقی تجارت، سرمایہ کاری اور اقتصادی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ ایک صحت مند اور پائیدار معاشی نظام قائم ہو سکے۔

اس اصول کی اصل یہ حدیث مبارکہ ہے جس میں ارشاد ہوا:

"لَا يَحِلُّ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَکَ، وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ".

ترجمہ: ایسی شے کو بیچنا حلال نہیں جو تمہارے پاس (قبضہ وملک) نہ ہو اور نہ وہ نفع حلال ہے جو مضمون نہ ہو۔

(سنن ابن ماجة، کتاب التجارات، باب النهی عن بیع مالیس عندک، 737/2، رقم:2188، دار احیاء الکتب العربیة)

غرر و دھوکا (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں)

فقہی اصطلاح میں غرر اس کام کو کہا جاتا ہے جس کے انجام کا علم نہ ہو۔

علامہ ابو بکر بن مسعود الکاسانی (المتوفی:587ھ) فرماتے ہیں:

"الغرر هو الخطر الذي استوى فيه طرف الوجود و العدم بمنزلة الشک". ترجمہ: غرر ایسے خطرہ کو کہتے ہیں جس میں وجود اور عدم دونوں طرف مساوی ہوں یعنی جس طرح شک میں دونوں طرفیں برابر ہوتی ہیں۔

(بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل في شرائط الصحة في البیوع، 163/5، دار الکتب العلمیة)

شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسی (المتوفی:483ھ) فرماتے ہیں:

"الْغَرَرِ مَا يَكُونُ مَسْتُورَ الْعَاقِبَةِ". ترجمہ: غرر ایسے معاملہ کو کہا جاتا ہے جس کا انجام پوشیدہ ہو۔

(المبسوط للسرخسي، کتاب البیوع، شراء اللبن في الضرع، 194/12، دار المعرفة بیروت)

علامہ ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس المالکی القرافی (المتوفی:684ھ) فرماتے ہیں:

"الْغَرَرُ اصْطِلَاحًا مَا لَا يَدْرِي هَلْ يَحْصُلُ أَمْ لَا جُهِلَتْ صِفَتُهُ أَمْ لَا كَالطَّيْرِ فِي الْهَوَاءِ وَالسَّمَکِ فِي الْمَاءِ".

ترجمہ: غرر کی اصطلاح ہاں استعمال ہوتی ہے جہاں یہ معلوم نہ ہو کہ حصول ہو گا یا نہیں، اس کی صفات مجہول ہوں یا نہ ہوں۔ جیسے ہوا میں موجود پرندہ اور پانی کے اندر مچھلی۔

(الفروق للقرافي = أنوار البروق في أنواء الفروق، الفرق بین قاعدة المجهول و قاعدة الغرر، 270/3، عالم الکتب)

غرر کے متعلق قرآنی آیات:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اصول بیان فرمایا کہ "مال کو ناجائز طریقہ سے استعمال کرنا" ممنوع و گناہ ہے جس کے تحت دھوکے سے مال کھانا بھی شامل ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ. (النساء:29)

ترجمہ: اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ. ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (البقرة:188)

سورہ توبہ میں ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ.

ترجمہ: اے ایمان والو بے شک بہت پادری اور جوگی لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ (التوبة:34)

سورہ نساء میں ارشاد ہوا:

وَّ اَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَ اَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ. (النساء:161)

ترجمہ: اور اس لیے کہ وہ (یعنی یہودی) سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھاجاتے۔

غرر کے متعلق احادیث مبارکہ:

غرر کی ممانعت پر بہت سی احادیث مروی ہیں، چنانچہ مسلم شریف میں ہے:

"نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ".

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کنکری کی بیع (کنکری پھینک کر چیز منتخب کرنے کی صورت زمانہ جاہلیت میں رائج تھی) اور غرر والی بیع سے منع فرمایا۔ (صحیح مسلم، باب بطلان بیع الحصاة والبیع الذي فیه غرر، 1153/3، رقم:1513 دار احیاء التراث العربی)

سنن ابی داود کی روایت ہے:

"عن علي قَالَ: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ يَعَضُّ الْمُوسِرُ عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ، وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ} [البقرة:237] وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ «وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ، وَبَيْعِ الْغَرَرِ، وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ»".

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا، جو کاٹ کھانے والا ہو گا، مالدار اپنے مال کو دانتوں سے پکڑے رہے گا (یعنی کسی کو نہ دے گا) حالانکہ اسے ایسا حکم نہیں دیا گیا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے «ولا تنسوا الفضل بینکم» اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بُھلانہ دو (البقرۃ:238) مجبور و پریشاں حال اپنا مال بیچیں گے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاچار و مجبور کا مال خریدنے سے اور دھوکے کی بیع سے روکا ہے، اور پھل کے پکنے سے پہلے اسے بیچنے سے روکا ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب في بیع المضطر، 255/3، رقم:3382، المکتبة العصریة)

اسی طرح سنن ابن ماجہ کی روایت ہے:

"عن ابن عباس، قال: «نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الغرر»".

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غرر کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب النهي عن بيع الحصاة، وعن بيع الغرر، 739/2، رقم:2195، دار إحياء الكتب العربية)

قیمت کا اتار چڑھاؤ اور غرر (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں)

قیمت کا اتار چڑھاؤ (Fluctuation) اور غرر، اسلامی مالیاتی اصولوں میں دو الگ الگ تصورات ہیں۔ انہیں ایک دوسرے سے خلط ملط کرنا درست نہیں، خاص طور پر مالیاتی منڈیوں کے تناظر میں۔

قیمت کا اتار چڑھاؤ سے مراد کسی بھی مالیاتی اثاثے کی قیمت میں وقت کے ساتھ ہونے والی تبدیلیوں کی رفتار اور شدت ہے۔ یہ ایک عام مارکیٹ کا رجحان ہے جو کئی عوامل جیسے کہ طلب و رسد، معاشی خبریں، سیاسی حالات، یا سرمایہ کاروں کے جذبات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مثال کے

طور پر، اسٹاک مارکیٹ میں کسی کمپنی کے حصص کی قیمت، خام تیل کی قیمت، یا سونے کی قیمت میں اتار چڑھاؤ آنا ایک معمول کی بات ہے۔ خریدار اور فروخت کنندہ دونوں اس حقیقت سے واقف ہوتے ہیں کہ قیمتیں بدل سکتی ہیں، اور وہ اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے لین دین کرتے ہیں۔

محض قیمت کا اتار چڑھاؤ بذات خود غرر نہیں ہے۔ جب تک لین دین میں تمام شرائط واضح ہوں اور فریقین کو مارکیٹ کی صورتحال کا علم ہو، صرف قیمتوں میں تبدیلی کو غرر نہیں سمجھا جائے گا۔ یہ ایک فطری مارکیٹ کا خطرہ ہے جسے ہر سرمایہ کار قبول کرتا ہے۔

غرر سے مراد ایسا خطرہ جس میں وجود اور عدم دونوں طرف برابر ہوں۔ یہ وہ صورتحال ہے جہاں عقد (معاہدہ) کے انفساخ (یعنی معاہدے کے ٹوٹنے) کا قوی احتمال ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، غرر وہاں پایا جاتا ہے جہاں لین دین میں کوئی ایسی بنیادی خامی یا غیر یقینی ہو جو معاہدے کی تکمیل کو مشکوک بنا دے، اور یہ واضح نہ ہو کہ معاہدہ پورا ہو گا یا نہیں۔

غرر کی سب سے واضح مثال منقولہ شے کی "بیع قبل القبض" (قبضے سے پہلے فروخت) ہے۔ فرض کریں کہ کسی نے ایک منقولی شے (قابلِ انتقال) خریدی ہے، لیکن ابھی اس کا قبضہ اس نے نہیں لیا۔ اگر وہ شخص اس شے کو اپنے قبضے میں لیے بغیر ہی آگے کسی اور کو بیچ دیتا ہے، تو اس میں غرر پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ قبضہ سے پہلے ہی وہ منقولی شے ہلاک ہو جائے، مثلاً اگر وہ فصل تھی تو تباہ ہو جائے، یا سامان چوری ہو جائے یا جل جائے۔ اور یوں اگر پہلی بیع (خریدار اور اصل مالک کے درمیان) میں خریدار کو شے کا قبضہ نہ ملا، تو اس کی طرف سے کی گئی دوسری بیع (آگے فروخت) خود بخود فسخ ہو جائے گی کیونکہ اس کے پاس وہ شے موجود ہی نہیں۔

اس صورتحال میں، دوسرے خریدار کو یہ یقین نہیں ہوتا کہ اسے وہ چیز ملے گی یا نہیں۔ یہ عدم یقینی، جو معاہدے کے بنیادی مقصد (یعنی شے کا حصول) کو متاثر کرتی ہے، غرر کہلاتی ہے۔ یہ معاہدے کو مشکوک اور غیر یقینی بنا دیتی ہے، جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔

غیر قانونی سرگرمیاں (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں)

شریعتِ مطہرہ نے ہر اس کام سے منع فرمایا ہے جو ہلاکت اور ذلت و رسوائی کا باعث ہو۔ اور غیر قانونی امور کی وجہ سے خود کو ذلت پر پیش کرنے جیسے ممنوع امور کا ارتکاب لازم آتا ہے، لہذا شرعاً کسی کو بھی غیر قانونی امور کرنے کی اجازت نہیں۔

اذلال نفس کے متعلق حدیث پاک میں ہے:

"عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه".

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کو نہیں چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو ذلت پر پیش کرے۔ (سنن الترمذی، 498/2، مطبوعہ لاہور)

مرقاۃ المفاتیح میں اس حدیث کے تحت فرمایا:

"(لا ينبغي) أي لا يجوز للمؤمن أن يذل نفسه) اي باختياره".

ترجمہ: حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مومن کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے اختیار سے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرے۔ (مرقاۃ المفاتیح، 416/5، مطبوعہ کوئٹہ)

مبسوط للسرخسی میں ہے:

"اذلال النفس حرام". ترجمہ: خود کو ذلت پر پیش کرنا حرام ہے۔ (المبسوط للسرخسی، 23/5، مطبوعہ کوئٹہ)

سا امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (المتوفی: 1340ھ) فرماتے ہیں:

"کسی ایسے امر کا ارتکاب جو قانونا ناجائز ہو اور جرم کی حد تک پہنچے شرعا بھی ناجائز ہو گا کہ ایسی بات کے لئے جرم قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلت کے لئے پیش کرنا شرعا بھی روا نہیں۔ قال تعالٰی لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ، و قد جاء الحدیث عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ینھی المومن ان یذل نفسہ۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو، اور حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ آپ نے مومن کو اپنا نفس ذلت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے"۔ (فتاوی رضویہ، 188/20، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تخلیقِ زر کی اجازت کسے؟ (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں)

کرنسی س جاری کرنے کا اختیار صرف حکومت کو ہے کیونکہ لین دین کا نظام مال کی بنیاد پر جاری و ساری ہے لہذا اگر اس میں ہر کس و ناکس کو زر (کرنسی) جاری کرنے کی اجازت دی جائے تو اس سے نہایت خطرناک اقتصادی اور معاشی حالات پیدا ہو جائیں گے۔

کویت کے فقہی انسائیکلوپیڈیا میں ہے:

"ولاَ یَجوزُ لِغَیْرِ الإمامِ ضَرْبُ النُّقُودِ؛ لِأنَّ فِي ذَلِکَ افْتِیاتًا عَلَیهِ... قال الإمامُ أحْمَدُ فِي رِوایَةِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ: لاَ یَصْلُحُ ضَرْبُ الدَّراهِمِ إلاَّ فِي دارِ الضَّرْبِ بِإذْنِ السُّلْطانِ؛ لِأنَّ النّاسَ إنْ رُخِّصَ لَهُمْ رَکِبُوا العَظائِمَ".

ترجمہ: امام کے علاوہ کسی کو کرنسی بنانے کی اجازت نہیں، کیونکہ یہ اس پر ظلم ہے۔ جعفر بن محمد راوی ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: درہم صرف حاکمِ وقت کی اجازت سے ٹکسال میں ہی بنائے جا سکتے ہیں، کیونکہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو وہ بڑے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

(الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، حرف النون، نقود، حق اصدار النقود، 178/41، وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ الکویت)

ابو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی: 676ھ) فرماتے ہیں:

"وَیُکْرَهُ أَیْضًا لِغَیْرِ الْإِمَامِ ضَرْبُ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِیرِ وإن کَانَتْ خَالِصَةً لِأَنَّهُ مِنْ شَأْنِ الْإِمَامِ وَلِأَنَّهُ لا یؤمن فیه الغش وَالْإِفْسَادُ". ترجمہ: امام کے علاوہ کسی کو درہم اور دینار ڈھالنا مکروہ ہے خواہ وہ خالص ہی ہوں، کیونکہ یہ امام کا حق ہے اور اس دوسرے کو اس لئے بھی اجازت نہیں کہ اس میں جعل سازی اور بگاڑ کا اندیشہ ہے۔

(المجموع شرح المھذب، 11/6، دار الفکر)

معلوم ہوا کہ حکومتِ وقت کے علاوہ کسی کو کرنسی جاری کرنے کا اختیار نہیں، کیونکہ اس طرح جعلی کرنسی وجود میں آنے کا خدشہ ہے جو موجبِ فساد ہے۔

زر کی قدر مستحکم ہو (کرپٹو کرنسی کے تناظر میں)

اسلام کا نظامِ معیشت عدل پر قائم ہے۔ اسی بناء پر شرع ان امور کو بھی منع کرتی ہے جو عدل کے منافی ہوں۔ چونکہ تمام مالی معاملات کا محوَر مال و زر ہی ہے۔ اسی لئے کسی مالی معاہدے کے وقوع اور وقت ادائیگی کے درمیان زر کی قوتِ خرید (Purchasing power) میں غیر معمولی

کمی سے صاحبِ حق کا متاثر ہونا لازمی ہے جو عدل کے تقاضا کے خلاف ہے۔ حکومتِ اسلامی کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ مناسب حد تک کرنسی کی قدر کو مستحکم رکھے۔

الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ میں مرقوم ہے:

"مِنَ المَصالِحِ العامَّةِ لِلْمُسْلِمِينَ الَّتِي يَجِبُ عَلى الإمامِ رِعايَتُها المُحافَظَةُ عَلى اسْتِقْرارِ أسْعارِ النُّقُودِ مِنَ الإنْخِفاضِ، لِئَلاَّ يَحْصُل بِذَلِكَ غَلاءُ الأقْواتِ والسِّلَعِ ويَنْتَشِرَ الفَقْرُ، ولِتَحْصُل الطُّمأْنِينَةُ لِلنّاسِ بِالتَّمَتُّعِ بِثَباتِ قِيَمِ ما حَصَّلُوهُ مِنَ النُّقُودِ بِجُهْدِهِمْ وسَعْيِهِمْ واكْتِسابِهِمْ، لِئَلاّ تَذْهَبَ هَدْرًا ويَقَعَ الخَلَل والفَسادُ".

ترجمہ: مسلمانوں کے مفاداتِ عامہ جن کا تحفظ امام (حکومت) کی ذمہ داری ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ زر کی قیمتوں میں ثبات و قرار پیدا کرے تاکہ اس سے خوراک اور اشیا کی قیمتیں نہ بڑھیں اور غربت میں اضافہ نہ ہو۔ اور لوگ اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کئے گے زر سے فائدہ اُٹھانے کے متعلق مطمئن ہوں تاکہ وہ زر رائیگاں نہ جائے اور خلل اور فساد واقع نہ ہو۔ (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، حرف النون، نقود، محافظۃ الامام علی استقرار اسعار النقود، 196/41)

مذکورہ وضاحت سے معلوم ہوا کہ مال کا اجراء حکومت کی جانب سے ہو اور اس کی قدر بھی مستحکم ہو۔

حدیث مبارک میں آیا:

عَنْ عُبادَةَ بْنِ الصّامِتِ، أنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَضَى أنْ لا ضَرَرَ وَلا ضِرارَ. (سنن ابن ماجہ: 2340)

ترجمہ: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا: نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ نقصان پہنچاؤ۔

اسی طرح فقہ کا اصول ہے:

"الضرر یزال" یعنی نقصان کو دور کیا جاتا ہے۔ (الاشباہ والنظائر لابن نجیم، صفحہ: 72، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مقدمہ دوم (کرپٹو کرنسی کا تعارف و ماہیت)

کرپٹو کرنسی اور بلاک چین ٹیکنالوجی جدید مالیاتی نظام میں انقلاب برپا کر رہی ہیں۔ آیئے ان کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں:

کرپٹو کیا ہے؟

یہ ایک ڈیجیٹل یا مجازی (ورچوئل) کرنسی ہے جو اپنے لین دین کو محفوظ بنانے، اضافی یونٹس کی تخلیق کو کنٹرول کرنے اور اثاثوں کی منتقلی کی تصدیق کے لیے کرپٹو گرافی (Cryptography) یعنی خفیہ نگاری کا استعمال کرتی ہے۔[1]

بنیادی خصوصیات:

1. ڈیجیٹل (Digital): یہ مادی شکل میں خارجی وجود نہیں رکھتی، بلکہ کمپیوٹر نیٹ ورکس پر ڈیجیٹل ریکارڈز کی صورت میں ہوتی ہے۔

(1)...Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System - Satoshi Nakamoto, 2008 بٹ کوائن کا اصلی وائٹ پیپر۔

2. ڈسینٹرالائزڈ (Decentralized): زیادہ تر کرپٹو کرنسیاں کسی مرکزی اتھارٹی (جیسے مرکزی بینک یا حکومت) کے زیر کنٹرول نہیں ہوتیں، بلکہ ایک تقسیم شدہ لیجر ٹیکنالوجی (Distributed Ledger Technology) پر چلتی ہیں جسے عام طور پر "بلاک چین" (Block Chain) کہا جاتا ہے۔
3. کرپٹو گرافی (Cryptography): لین دین کو خفیہ کوڈنگ (Coding) کے ذریعے محفوظ بنایا جاتا ہے، جس سے دھوکہ دہی اور دوہرے اخراجات کو روکنے میں مدد ملتی ہے۔
4. پیئر ٹو پیئر (Peer-to-Peer): لین دین براہ راست دو فریقین کے درمیان ہوتا ہے، کسی بینک جیسے مالیاتی ادارے کی مداخلت کے بغیر۔

بلاک چین کیا ہے؟

بلاک چین ایک تقسیم شدہ، ناقابل تغیر ڈیجیٹل لیجر ہے جو لین دین (transactions) کو "بلاکس" کی صورت میں ریکارڈ کرتا ہے۔ یہ بلاکس کرپٹو گرافی کے ذریعے ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں، جس سے ایک "چین" بنتی ہے۔[1]

بنیادی خصوصیات:

1. تقسیم شدہ (Distributed): لیجر (ledger) کی کاپیاں نیٹ ورک میں موجود ہزاروں کمپیوٹرز (جنہیں نوڈز (Nodes) کہتے ہیں) پر موجود ہوتی ہیں۔ اس سے کسی ایک جگہ پر ڈیٹا (Data) کے ضائع ہونے یا اس میں ردوبدل کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔[2]
2. ناقابل تغیر (Immutable): ایک بار جب کوئی بلاک چین میں شامل ہو جاتا ہے، تو اسے تبدیل کرنا یا حذف کرنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ ہر بلاک میں پچھلے بلاک کا ایک کرپٹو گرافک ہیش (cryptographic hash) ہوتا ہے، جو انہیں محفوظ طریقے سے جوڑتا ہے۔
3. شفافیت (Transparency): اگرچہ شرکاء کی شناخت پوشیدہ رکھی جا سکتی ہے، لیکن تمام لین دین نیٹ ورک پر موجود ہر فرد کے لیے قابل تصدیق ہوتے ہیں (پبلک بلاک چینز کی صورت میں)۔
4. سیکیورٹی (Security): کرپٹو گرافک ہیشنگ، ڈیجیٹل دستخط اور اتفاق رائے کے میکانزم اسے انتہائی محفوظ بناتے ہیں۔

بلاک چین کیسے کام کرتا ہے؟

- جب کوئی لین دین ہوتا ہے، تو وہ نیٹ ورک میں موجود دیگر زیر التواء لین دین کے ساتھ ایک "بلاک" میں جمع ہوتا ہے۔
- نیٹ ورک میں موجود شرکاء (اکثر miners یا validators) ان لین دین کی تصدیق کرتے ہیں۔
- تصدیق شدہ بلاک کو ایک کرپٹو گرافک ہیش کے ذریعے پچھلے بلاک سے جوڑ کر چین میں شامل کیا جاتا ہے۔
- یہ نیا بلاک پورے نیٹ ورک میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، اور لیجر اپ ڈیٹ ہو جاتا ہے۔

---

(1)... Melanie Swan: Blockchain: Blueprint for a new economy, Page x (Preface), Publisher: O'Reilly۔

(2)... یہ تصور بھی بٹ کوائن کے وائٹ پیپر میں عملی طور پر پیش کیا گیا، اگرچہ "بلاک چین" کی اصطلاح بعد میں زیادہ عام ہوئی۔ اس کے علاوہ، (Stuart Haber) اور (W. Scott Stornetta) نے 1991 میں کرپٹو گرافک طور پر محفوظ بلاکس کے سلسلے کا کام شروع کیا تھا، جسے بٹ کوائن کے وائٹ پیپر میں بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

کرپٹو کے تمام عناصر

ایک کرپٹو کرنسی یا کرپٹو ایکو سسٹم عام طور پر درج ذیل عناصر پر مشتمل ہوتا ہے:

1. کرپٹو گرافی (Cryptography)۔[1]
2. ہیشنگ (Hashing): ڈیٹا کو ایک منفرد، مقررہ لمبائی کی سٹرنگ (String) میں تبدیل کرنا۔ یہ ڈیٹا کی سالمیت (integrity) کو یقینی بناتا ہے۔ س
3. ڈیجیٹل دستخط (Digital Signatures): بھیجنے والے کی شناخت کی تصدیق اور اس بات کو یقینی بنانا کہ لین دین میں کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا۔ یہ پبلک کی (Public Key) اور پرائیویٹ کی (Private Key) کرپٹو گرافی کا استعمال کرتا ہے۔
4. خفیہ کاری (Encryption): ڈیٹا کو غیر مجاز رسائی سے بچانے کے لیے اسے ناقابل مطالعہ فارمیٹ میں تبدیل کرنا۔
5. بلاک چین یا تقسیم شدہ لیجر ٹیکنالوجی (DLT): وہ بنیادی ڈھانچہ جس پر لین دین ریکارڈ اور محفوظ ہوتے ہیں۔
6. اتفاق رائے کا میکانزم (Consensus Mechanism): وہ پروٹوکول جس کے ذریعے نیٹ ورک کے شرکاء لین دین کی درستی اور نئے بلاکس کو چین میں شامل کرنے پر متفق ہوتے ہیں۔[2]

کرپٹو کے فوائد اور نقصانات

فوائد:

1. ڈیسنٹرالائزیشن: کسی ایک ادارے کے کنٹرول سے آزادی، حکومتی مداخلت یا سنسرشپ کے امکانات کو کم کرتی ہے۔
2. شفافیت: زیادہ تر پبلک بلاک چینز پر تمام لین دین عوامی طور پر قابل تصدیق ہوتے ہیں (شناخت پوشیدہ رہتی ہے)۔
3. کم ٹرانزیکشن فیس (بعض اوقات): بین الاقوامی سطح پر رقوم کی منتقلی روایتی بینکنگ نظام کے مقابلے میں سستی اور تیز ہو سکتی ہے۔
4. صارف کا کنٹرول: صارفین اپنے اثاثوں پر مکمل کنٹرول رکھتے ہیں، بشرطیکہ وہ اپنی پرائیویٹ کیز کو محفوظ رکھیں۔
5. رسائی: دنیا بھر میں کوئی بھی شخص انٹرنیٹ تک رسائی کے ساتھ کرپٹو کرنسیوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے مفید جن کی روایتی بینکنگ تک رسائی نہیں۔
6. سیکیورٹی (بنیادی سطح پر): کرپٹو گرافی اور تقسیم شدہ نوعیت کی وجہ سے بنیادی پروٹوکول محفوظ ہوتے ہیں۔

نقصانات:

1. قیمتوں میں شدید اتار چڑھاؤ: کرپٹو کرنسیز کی قیمتیں بہت تیزی سے تبدیل ہو سکتی ہیں، جس سے یہ ایک پرخطر سرمایہ کاری بن جاتی ہیں۔

---

(1)... یہ کرپٹو گرافی کے بنیادی اصول ہیں جو کئی دہائیوں سے کمپیوٹر سائنس اور سیکیورٹی میں مستعمل ہیں۔ بٹ کوائن کے وائٹ پیپر میں ان کا اطلاق دیکھا جا سکتا ہے۔

(2)... بٹ کوائن کے وائٹ پیپر میں PoW کو متعارف کرایا گیا۔ (Adam Back's Hashcash, 1997, is a precursor cited by Nakamoto)۔

2. سیکیورٹی کے خطرات: اگرچہ پروٹوکول محفوظ ہیں، لیکن صارفین ہیکنگ، فشنگ اسکیمز، اور ناقص حفاظتی طریقوں کی وجہ سے اپنے اثاثے کھو سکتے ہیں۔ ایکسچینجز بھی ہیک ہو سکتی ہیں۔

3. اسکیل ایبلٹی کے مسائل (Scalability Issues): کچھ کرپٹو کرنسیاں (جیسے بٹ کوائن) فی سیکنڈ محدود تعداد میں لین دین پر کارروائی کر سکتی ہیں، جس سے نیٹ ورک پر زیادہ بوجھ کے وقت تاخیر اور زیادہ فیسیں ہو سکتی ہیں۔

4. غیر قانونی سرگرمیوں میں استعمال: گمنامی کی وجہ سے کرپٹو کرنسیوں کو منی لانڈرنگ اور دیگر غیر قانونی سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، حالانکہ بلاک چین کی شفافیت تحقیقات میں مددگار بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

5. ریگولیٹری غیر یقینی صورتحال: مختلف ممالک میں کرپٹو کرنسیوں کے حوالے سے قوانین واضح نہیں ہیں یا مسلسل تبدیل ہو رہے ہیں، جس سے غیر یقینی کی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔

6. ماحولیاتی خدشات: پروف-آف-ورک (PoW) میکانزم (جیسے بٹ کوائن کا) بہت زیادہ توانائی استعمال کرتا ہے، جس پر ماحولیاتی حوالے سے تنقید کی جاتی ہے۔[1]

7. پیچیدگی: عام آدمی کے لیے کرپٹو کرنسیوں اور ان کی ٹیکنالوجی کو سمجھنا اور محفوظ طریقے سے استعمال کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

کرپٹو کرنسی اور کرپٹو ٹوکن میں فرق

یہ ایک اہم فرق ہے جسے سمجھنا ضروری ہے:

کرپٹو کرنسی (Cryptocurrency): یہ اپنے آزاد اور خود مختار بلاک چین پر چلتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد عموماً مالیاتی لین دین کا ایک ذریعہ، قدر کا ذخیرہ، یا اکاؤنٹ کی اکائی کے طور پر کام کرنا ہوتا ہے۔ یہ اپنے بلاک چین کی مقامی کرنسی ہوتی ہے۔ مثلاً: بٹ کوائن، ایتھیریم۔

کرپٹو ٹوکن (Crypto Token): یہ کسی موجودہ بلاک چین پلیٹ فارم پر بنائے جاتے ہیں، اپنا الگ بلاک چین نہیں رکھتے۔ سب سے مشہور پلیٹ فارم ایتھیریم (Ethereum سس) ہے جو ERC-20 جیسے ٹوکن معیارات[2] فراہم کرتا ہے۔

ٹوکنز مختلف مقاصد کے لیے بنائے جا سکتے ہیں:

یوٹیلیٹی ٹوکنز (Utility Tokens): کسی مخصوص پروڈکٹ یا سروس تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔ (مثال: فائل کوائن جو ڈی سینٹرلائزڈ اسٹوریج نیٹ ورک میں استعمال ہوتا ہے)۔

سیکیورٹی ٹوکنز (Security Tokens): کسی حقیقی دنیا کے اثاثے (جیسے کمپنی کے حصص، رئیل اسٹیٹ) میں ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں اور منافع کی توقع کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ یہ سخت ریگولیٹری قوانین کے تابع ہوتے ہیں۔

گورننس ٹوکنز (Governance Tokens): ہولڈرز کو کسی پروجیکٹ یا ڈی سینٹرلائزڈ خود مختار تنظیم (DAO) کے فیصلوں میں ووٹ دینے کا حق دیتے ہیں۔

(1)... بحوالہ مختلف یونیورسٹیوں (مثلاً کیمبرج سینٹر فار آلٹرنیٹو فنانس-CCAF) اور تحقیقی اداروں کی رپورٹس جو بٹ کوائن کی توانائی کی کھپت کا تجزیہ کرتی ہیں۔

(2)... بحوالہ ایتھیریم امپروومنٹ پروپوزل (EIP-20)، جو ایتھیریم کمیونٹی کی طرف سے پیش کیا گیا اور وسیع پیمانے پر اپنایا گیا۔

نان فنجیبل ٹوکنز (Non-Fungible Tokens – NFTs): منفرد ڈیجیٹل اثاثوں (جیسے آرٹ، موسیقی، جمع کرنے والی اشیاء) کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

خلاصہ: ہر کرپٹو کرنسی کا اپنا بلاک چین ہوتا ہے، جبکہ ٹوکنز موجودہ بلاک چینز پر کام کرتے ہیں۔ ایتھر (ETH) ایتھیریم بلاک چین کی کرپٹو کرنسی ہے، جبکہ ERC-20 ٹوکنز (جیسے USDT, LINK) ایتھیریم بلاک چین پر بنے ٹوکنز ہیں۔

کرپٹو کی ویلیو کا مدار کس پر ہے؟

کرپٹو کرنسیوں کی قیمت کا تعین کئی عوامل پر ہوتا ہے، جن میں سے اکثر روایتی اثاثوں سے ملتے جلتے ہیں، لیکن کچھ منفرد بھی ہیں:

طلب ورسد (Supply and Demand)

رسد: بہت سی کرپٹو کرنسیوں کی کل سپلائی محدود ہوتی ہے (جیسے بٹ کوائن کی 21 ملین)۔ کچھ میں وقت کے ساتھ افراط زر (inflation) یا کمی (deflation) کا میکانزم ہوتا ہے۔ اگر طلب بڑھے اور رسد محدود ہو تو قیمت بڑھتی ہے۔

طلب: طلب مختلف وجوہات کی بناء پر بڑھ سکتی ہے جیسے کہ زیادہ لوگوں کا اسے اپنانا، اداروں کی سرمایہ کاری، یا کسی خاص استعمال کے کیس (use case) کی مقبولیت۔

افادیت اور اپنانا (Utility and Adoption):

اگر کوئی کرپٹو کرنسی یا ٹوکن حقیقی دنیا کے مسائل حل کرتا ہے یا مفید خدمات فراہم کرتا ہے (جیسے تیز تر ادائیگی، ڈی سینٹرلائزڈ فنانس سروسز)، تو اس کی طلب بڑھتی ہے اور قدر میں اضافہ ہوتا ہے۔

جتنے زیادہ لوگ اور ادارے اسے استعمال کریں گے، اتنی ہی اس کی قدر بڑھے گی۔

مارکیٹ کا رجحان اور قیاس آرائیاں (Market Sentiment and Speculation):

خبریں، سوشل میڈیا کے رجحانات، اور سرمایہ کاروں کے عمومی جذبات قیمتوں پر بڑا اثر ڈالتے ہیں۔ مثبت خبریں قیمتیں بڑھا سکتی ہیں، جبکہ منفی خبریں قیمت گرا سکتی ہیں۔

بہت سے لوگ کرپٹو کو مستقبل میں قیمت بڑھنے کی امید پر خریدتے ہیں (قیاس آرائی)۔

ٹیکنالوجی اور اختراع (Technology and Innovation):

کرپٹو پروجیکٹ کی بنیادی ٹیکنالوجی، اس کی ٹیم کی قابلیت، اور مسلسل جدت طرازی اس کی طویل مدتی قدر کے لیے اہم ہیں۔

نئی خصوصیات، اسکیل ایبلٹی میں بہتری، یا سیکیورٹی اپ گریڈ قدر میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

ریگولیٹری ماحول (Regulatory Environment):

حکومتی ضوابط اور پالیسیاں کرپٹو کی قیمتوں پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ مثبت ریگولیشنز اعتماد بڑھاتی ہیں، جبکہ پابندیاں یا غیر یقینی صورتحال قیمتوں کو گرا سکتی ہیں۔

نیٹ ورک اثر (Network Effect):

جیسے جیسے زیادہ لوگ کسی کرپٹو کرنسی نیٹ ورک میں شامل ہوتے ہیں، اس کی قدر اور افادیت بڑھ جاتی ہے۔

کمیابی (Scarcity):

بٹ کوائن جیسی کرپٹو کرنسیوں کی محدود سپلائی انہیں ڈیجیٹل سونے کی طرح ایک کمیاب اثاثہ بناتی ہے، جو افراط زر کے خلاف ایک حفاظتی ذریعہ (hedge) کے طور پر کام کر سکتا ہے۔

کرپٹو کرنسی کون بنا سکتا ہے؟

تکنیکی طور پر، کوئی بھی شخص یا گروہ جسے بلاک چین ٹیکنالوجی، کرپٹو گرافی، اور سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ کی سمجھ ہو، نئی کرپٹو کرنسی یا ٹوکن بنا سکتا ہے۔

نئی کرپٹو کرنسی (اپنے بلاک چین کے ساتھ): اس کے لیے ایک نیا بلاک چین بنانا پڑتا ہے، جو ایک پیچیدہ اور وقت طلب کام ہے۔ اس میں اتفاق رائے کا میکانزم، کرپٹو گرافک اصول اور نیٹ ورکنگ پروٹوکولز کی وضاحت کرنی ہوتی ہے۔

نیا کرپٹو ٹوکن: یہ نسبتاً آسان ہے۔ موجودہ بلاک چین پلیٹ فارمز جیسے ایتھیریم، بائنانس اسمارٹ چین (BSC)، سولانا (Solana)، یا پولیگون (Polygon) پر ٹوکنز بنانے کے لیے معیاری ٹیمپلیٹس (Templates) (جیسے ایتھیریم کا ERC-20) دستیاب ہیں۔ اس کے لیے اسمارٹ کنٹریکٹ پروگرامنگ (Smart Contract Programming) کی (عموماً Solidity زبان میں) ضرورت ہوتی ہے۔

کرپٹو کرنسیوں / ٹوکنز کی تخلیق

1. مائننگ (Mining): یہ پروف-آف-ورک (PoW) اتفاق رائے کے میکانزم میں استعمال ہوتا ہے۔ مائنرز پیچیدہ ریاضیاتی مسائل حل کرنے کے لیے کمپیوٹنگ پاور استعمال کرتے ہیں۔ کامیاب مائنر کو نئے بلاک کو بلاک چین میں شامل کرنے کا حق ملتا ہے اور انعام کے طور پر نئی تخلیق شدہ کرپٹو کرنسی (جیسے بٹ کوائن) اور ٹرانزیکشن فیس ملتی ہے۔
2. اسٹیکنگ (Staking): یہ پروف-آف-اسٹیک (PoS) اتفاق رائے کے میکانزم میں استعمال ہوتا ہے۔ اس میں صارفین اپنی موجودہ کرپٹو کرنسی کی ایک خاص مقدار کو "اسٹیک" (lock up) کرتے ہیں تاکہ نیٹ ورک کی کارروائیوں (جیسے لین دین کی توثیق) میں حصہ لے سکیں۔ اس کے بدلے انہیں مزید کرپٹو کرنسی انعام کے طور پر ملتی ہے۔
3. انیشل کوائن آفرنگ[1] (Initial Coin Offering–ICO) یا ٹوکن جنریشن ایونٹ (Token Generation Event–TGE): نئے کرپٹو پروجیکٹس فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے اپنے نئے ٹوکنز عوام کو فروخت کرتے ہیں۔ سرمایہ کار عام طور پر قائم شدہ کرپٹو کرنسیوں (جیسے بٹ کوائن یا ایتھر) کے بدلے یہ نئے ٹوکن خریدتے ہیں۔

---

(1)... Mastercoin (Omni Layer) کو 2013 میں پہلے ICOs میں سے ایک مانا جاتا ہے۔ 2017-2018 میں ICOs کا عروج ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے۔

4. ایئر ڈراپس (Airdrops): پروجیکٹس اپنے ٹوکنز کو مفت میں صارفین کے والیٹس (Wallets) میں تقسیم کرتے ہیں، اکثر تشہیری مقاصد کے لیے یا کسی موجودہ کرپٹو کرنسی کے رکھنے والوں کو انعام دینے کے لیے۔

5. فورکنگ (Forking): جب کسی موجودہ بلاک چین کے پروٹوکول میں تبدیلی کی جاتی ہے، تو یہ "فورک (Fork)" کہلاتا ہے۔ اگر کمیونٹی کا ایک حصہ پرانے پروٹوکول پر رہتا ہے اور دوسرا نئے پر منتقل ہو جاتا ہے، تو یہ "ہارڈ فورک" کہلاتا ہے اور اس سے ایک نئی کرپٹو کرنسی وجود میں آسکتی ہے۔ (مثال: بٹ کوائن کیش Bitcoin Cash، جو بٹ کوائن کے ایک ہارڈ فورک سے بنی)۔

کرپٹو کا استعمال

کرپٹو کرنسیوں اور بلاک چین ٹیکنالوجی کے استعمالات تیزی سے پھیل رہے ہیں:

1. سرمایہ کاری اور قیاس آرائی (Investment and Speculation): سب سے عام استعمال میں سے ایک ہے، جہاں لوگ قیمتوں میں اضافے کی امید پر کرپٹو کرنسیوں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔

2. ادائیگیاں اور رقوم کی منتقلی (Payments and Remittances): خاص طور پر بین الاقوامی سطح پر رقوم کی منتقلی کے لیے، جو روایتی طریقوں سے تیز اور سستی ہو سکتی ہے۔ کچھ کمپنیاں اور تاجر اب کرپٹو میں ادائیگیاں قبول کر رہے ہیں۔ Visa اور Master Card جیسی بڑی کمپنیاں کرپٹو کو روایتی کرنسیوں میں تبدیلی کی سہولت دے رہے ہیں۔

3. ڈی سینٹرلائزڈ فنانس (DeFi - Decentralized Finance): یہ بلاک چین پر مبنی مالیاتی ایپلی کیشنز کا ایک ایکو سسٹم ہے جو روایتی مالیاتی خدمات (قرضے، بچت، انشورنس، ٹریڈنگ) کو ڈی سینٹرلائزڈ انداز میں پیش کرتا ہے، کسی مرکزی ثالث کے بغیر۔

4. نان فنجیبل ٹوکنز (NFTs - Non-Fungible Tokens): منفرد ڈیجیٹل اثاثوں (جیسے ڈیجیٹل آرٹ، موسیقی، ویڈیوز، گیم آئٹمز) کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ NFTs نے ڈیجیٹل ملکیت اور تخلیق کاروں کی معیشت (creator economy) کے نئے دروازے کھولے ہیں۔

5. اسمارٹ کنٹریکٹس (Smart Contracts): خودکار معاہدے جو مختلف صنعتوں میں استعمال ہو سکتے ہیں، جیسے سپلائی چین منیجمنٹ، قانونی معاہدے، انشورنس، اور ووٹنگ سسٹم۔[1]

6. سپلائی چین منیجمنٹ (Supply Chain Management): مصنوعات کی نقل و حرکت اور اصلیت کو ٹریک کرنے کے لیے بلاک چین کا استعمال، شفافیت کو بڑھاتا ہے اور دھوکہ دہی کو کم کرتا ہے۔

7. ڈیجیٹل شناخت (Digital Identity): صارفین کو اپنی ڈیجیٹل شناخت پر زیادہ کنٹرول فراہم کرنے کے لیے بلاک چین پر مبنی شناختی نظام تیار کیے جا رہے ہیں۔

8. گیمنگ (Gaming – GameFi): "کھیل کر کماؤ" جہاں کھلاڑی گیم کھیل کر کرپٹو ٹوکنز یا NFTs کما سکتے ہیں۔

(1)... یہ تصور (Nick Szabo) نے 1990 کی دہائی میں پیش کیا تھا۔ (Ethereum) نے اسے عملی جامہ پہنایا۔ (Ethereum White Paper, Vitalik Buterin, 2013-2014)۔

9. ڈی سینٹرلائزڈ خود مختار تنظیمیں (DAOs - Decentralized Autonomous Organizations): وہ تنظیمیں جو کمیونٹی کے ذریعے چلائی جاتی ہیں اور ان کے قوانین اور فیصلے اسمارٹ کنٹریکٹس میں کوڈڈ ہوتے ہیں۔ ٹوکن ہولڈرز کو ووٹنگ کے ذریعے فیصلوں میں حصہ لینے کا حق ملتا ہے۔

10. فنڈریزنگ (Fundraising): ICOs، IEOs، اور IDOs کے ذریعے نئے پروجیکٹس اور کمپنیوں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنا۔

کرپٹو کرنسی کا شرعی حکم (تطبیقی جائزہ)

کرپٹو کرنسی کی شرعی حیثیت کا تعین ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، جس کیلئے فقہ اسلامی کے بنیادی اصولوں اور کرپٹو کرنسی کی حقیقی ماہیت کا گہرا جائزہ ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ فقہی طور پر اس کی حیثیت کیا ہے۔ اس میں پانچ احتمال ہو سکتے ہیں: (۱) مال (۲) کرنسی (۳) اثاثہ (۴) منفعت (۵) حق۔

اب ہم تفصیل سے ان احتمالات کو گزشتہ بحث کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کون سا احتمال درست ہے۔

1. کرپٹو بطور مال (کرنسی)

شریعت کے مطابق مال ایسی مادی شے ہونی چاہیے جس کا خارج میں وجود ہو اور عرف میں اس کی مالی حیثیت ہو اور شریعت نے اس کے استعمال کی اجازت بھی دی ہو جیسا کہ ہم مقدمہ اول مال کی حقیقت کی بحث کے ضمن میں شیخ مصطفی الزرقا کی بیان کردہ مال کی تعریف بیان کر چکے ہیں۔ کرپٹو کرنسی کا کوئی خارجی یا مادی وجود (عین) نہیں ہے، یہ صرف ڈیجیٹل کوڈز کا ایک مجموعہ ہے، اور اس بنا پر اسے "عین" کے طور پر مال قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے علمائے کرام کی اکثریت نے کرپٹو کرنسی کے لین دین کو ناجائز قرار دیا کہ بیع کا رکن مال کا مال سے تبادلہ کرنا ہے اور کرپٹو کرنسی مال نہیں۔

بعض افراد نے امام محمد رحمہ اللہ سے منقول مال کی تعریف جو نادر الروایہ ہے اس کی بنیاد پر کرپٹو کو مال قرار دینے کی کوشش کی ہے لیکن ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں کہ اس روایت کا مفاد بھی صرف منفعت کو مال کی تعریف میں شامل کرنا ہے نہ کہ اس تعریف میں مطلقا عموم پیدا کرنا جس سے خارج میں غیر موجود ہر شے مال کی تعریف میں داخل ہو جائے کہ اس سے اجماع کی مخالفت لازم آتی ہے۔

بعض افراد کے نزدیک اگر حکومت کرپٹو کرنسی کو قانونی قرار دے تو پھر اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس پر بھی یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ کسی چیز کا مال ہونا حکومت کے قانونی قرار دینے پر موقوف نہیں جیسے بہت سے غیر شرعی امور مثلاً جوا، شراب نوشی، جسم فروشی وغیرہ بہت سی حکومتوں کی نزدیک قانونی ہیں لیکن اس سے یہ چیزیں قطعا جائز نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس لئے حکومت کے قانونی قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس چیز کا لین دین کرنا فی نفسہ بھی شرعا جائز ہونا ضروری ہے۔ اور کرپٹو کرنسی مال نہیں ہے تو اس طور پر ان کی خرید و فروخت شرعا جائز ہی نہیں ہے۔

2. کرپٹو بطور اثاثہ

موجودہ دور میں خود مختار حکومت وہ کہلاتی ہے جس کو کرنسی جاری کرنے کا اختیار ہو۔ کرپٹو کو اگر کرنسی کہا جائے تو اس سے حکومتوں کے اس اختیار پر زَد پڑتی ہے۔ اسی لئے ہماری معلومات کے مطابق ابھی تک کسی حکومت نے بطور کرنسی اسے قبول نہیں کیا، البتہ بعض حکومتوں نے

اسے بطور ڈیجیٹل اثاثہ کے قانونی جواز دیا ہے۔اور اب پاکستان میں بھی اس کیلئے کرنسی کے بجائے یہی اصطلاح یعنی ڈیجیٹل اثاثہ استعمال کی جارہی ہے۔

اگر اس کو اثاثہ مانا جائے تو اس کیلئے بھی مال ہونا ضروری ہے جیسا کہ ہم پیچھے مال کی اقسام کی بحث میں تفصیل سے یہ بات ذکر کر چکے ہیں۔ لہذا کرنسی کی جگہ اثاثہ کہنے سے اس کی فقہی حیثیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی اور جو اعتراضات ہم پیچھے کرپٹو کرنسی بطور مال کی بحث میں کر آئے ہیں وہ یہاں بھی لاگو ہوتے ہیں۔اس لئے کرپٹو کرنسی کا بطور اثاثہ بھی لین دین جائز نہیں ہے۔

3. کرپٹو بطور منفعت

بعض افراد نے موبائل ایپلیکیشن اور کمپیوٹر سافٹ ویئر پر قیاس کرتے ہوئے کرپٹو کے لین دین کو جائز قرار دیا۔ان کا یہ قیاس بھی درست نہیں، کیونکہ ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں کہ منفعت کا تعلق عین سے ہوتا ہے اور عین کو باقی رکھ کر جو اس سے فائدہ اٹھایا جائے اسے منفعت کہا جاتا ہے اور جائز منفعت کا عوض لینا بھی جائز ہے۔ کرپٹو جب عین ہی نہیں اور نہ ہی کسی عین سے متعلق ہے اور اس کا استعمال بھی اس طرح نہیں کہ اسے اپنی ملکیت میں باقی رکھ کر اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس کا فائدہ جو اٹھایا جارہا ہے وہ ملکیت کے بدلے میں ہی ہے یعنی کرپٹو کی ملکیت لینے والے کو دے کر اس کا عوض اس سے لیا جاتا ہے۔لہذا کرپٹو کو بطور منفعت بھی جائز قرار دینے کی کوئی صورت نہیں۔

4. کرپٹو بطور حق

کرپٹو دراصل کچھ مخصوص ڈیجیٹل عدد ہیں جو اس کے حامل کے ساتھ خاص ہوتے ہیں اور کسی دوسرے کو اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف یا انتفاع کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ اس حیثیت سے دیکھا جائے تو کرپٹو پر ''حق'' ہونے کی تطبیق درست بیٹھتی ہے۔لہذا اب یہ دیکھا جائے کہ کیا بطور حق کے اس کا عوض لینا جائز ہے یا نہیں؟

پیچھے حق کی حقیقت کی بحث میں خاتم المحققین علامہ سید محمد بن عمر ابن عابدین الشامی (المتوفی:1252ھ) کی تحقیق بیان کر چکے ہیں کہ حقوق کی دو اقسام ہیں: (۱) جو دفعِ ضرر کیلئے ہو (۲) جو اصالۃً ہو۔ جو حق اصالۃً ہو اس کا عوض لینا جائز ہے۔اب کرپٹو کا حق ہونا بھی یقینا دفعِ ضرر کیلئے نہیں بلکہ اس کے مالک کا یہ حق اصالۃً ہے جو اس نے اپنی کارکردگی سے حاصل کیا ہے۔لہذا اس کا عوض لینا شرعاً جائز ہو گا۔

جواز کی یہ گفتگو خارجی کسی اور امر سے قطع نظر کرتے ہوئے کی گئی ہے، کیونکہ اگر کوئی چیز فی نفسہ جائز ہو لیکن حکومتِ وقت اسے ممنوع اور غیر قانونی قرار دے تو وہ کام کرنا بھی ممنوع ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں اپنے نفس کو ذلت پر پیش کرنا پایا جاتا ہے اور ہم پیچھے ثابت کر چکے ہیں کہ ایسے کام جس میں اذلالِ نفس ہو شرعاً بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔لہذا ایسے ممالک جہاں کرپٹو کے لین دین کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہو اور اس لین دین کے کرنے پر گرفتاری، مقدمہ بازی اور سزا سے دوچار ہونا پڑے تو وہاں اس کا لین دین شرعاً ممنوع و گناہ ہو گا۔

حکومت کو چاہئے کہ کرپٹو کے لین دین کے حوالے سے مناسب قانون سازی کر کے اس کے ضابطے اور شرائط طے کرے تا کہ جو خرابیاں ہم نے پیچھے ذکر کیں ان کا سدّباب کیا جاسکے۔

یہ بڑی خوش آئین بات ہے کہ حکومتِ پاکستان نے ایک کرپٹو کونسل تشکیل دی ہے جس کا کام اس حوالے سے حکومت کو مناسب قانون سازی کرنے کیلئے منصوبہ بندی اور مشاورت فراہم کرنا ہے۔

ہم اس کونسل کو تجویز دیتے ہیں کہ وہ ہماری اس تحریر کو بغور پڑھیں اور اس کی روشنی میں شرعی رہنمائی حاصل کریں۔ مزید اگر انہیں شرعی رہنمائی کی ضرورت ہے تو ہم انہیں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔

شبہات اور ان کا ازالہ

کرپٹو کرنسیز کے حوالے سے کچھ عام شبہات پائے جاتے ہیں جن کا ازالہ اسلامی فقہی اصولوں کی روشنی میں کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں ان شبہات اور ان کے جوابات کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے:

قیمت کا اتار چڑھاؤ:

کچھ لوگ کرپٹو کرنسیز کی شدید قیمتوں میں اتار چڑھاؤ (Fluctuation) کی وجہ سے اسے غرر سمجھتے ہیں اور اس کے جواز پر سوال اٹھاتے ہیں۔ جبکہ یہ خیال کہ محض قیمت کا اتار چڑھاؤ غرر ہے، ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔ قیمت کا اتار چڑھاؤ غرر کیوں نہیں، اس کی تفصیلی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔ مختصراً یہ کہ غرر کی اصل علامت یہ ہے کہ جہاں عقد (معاہدے) کے انفساخ (یعنی ٹوٹنے) کا قوی احتمال ہو، جب کہ قیمت کا اتار چڑھاؤ معاہدے کے نفاذ یا اس کی تکمیل کو متاثر نہیں کرتا۔ جس طرح اسٹاکس کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے، اسی طرح کرپٹو کرنسیز کا بھی ہوتا ہے، اور یہ ایک معلوم مارکیٹ رسک ہے۔

غیر قانونی سرگرمی

بعض لوگوں کے نزدیک کرپٹو کرنسیز کو غیر قانونی سرگرمیوں جیسے منی لانڈرنگ، دہشت گردی کی مالی معاونت، یا منشیات کی خرید و فروخت میں استعمال کیا جاتا ہے، اس لیے ان کی بیع (خرید و فروخت) جائز نہیں۔ اس شبہ کا جواب فقہی اصول "عقد بیع میں معصیت کے متعین ہونے نہ ہونے" کی روشنی میں دیا جاتا ہے۔ فقہ اسلامی کا ایک بنیادی اصول ہے کہ کسی ایسی چیز کی بیع (خرید و فروخت) جائز ہے جس کے استعمال میں معصیت (گناہ) متعین نہ ہو۔ یعنی اگر کسی چیز کو جائز اور ناجائز دونوں کاموں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔

اس اصول کو سمجھنے کے لیے چھری کی مثال دی جاتی ہے۔ چھری ایک ایسا آلہ ہے جسے جائز مقاصد (مثلاً سبزی کاٹنے، جانور ذبح کرنے) کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور ناجائز مقاصد (مثلاً قتل، چوری) کے لیے بھی۔ چونکہ چھری کے استعمال سے قتل ہونا یا کوئی اور معصیت سرزد ہونا متعین نہیں ہے، اس لیے چھری کی خرید و فروخت بالاتفاق جائز ہے۔ چھری بیچنے والے پر یہ لازم نہیں کہ وہ ہر خریدار کی نیت کی تحقیق کرے کہ وہ اس کا استعمال کس مقصد کے لیے کرے گا۔

یہی حال کرپٹو کرنسیز کا ہے اس کا استعمال تجارت و سرمایہ کاری کیلئے بھی ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ انہیں بعض اوقات غیر قانونی سرگرمیوں کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن ان کا یہ استعمال متعین نہیں ہے۔ جس طرح چھری کا بیچنا جائز ہے باوجود اس کے کہ اسے غلط کاموں میں استعمال کیا جا سکتا ہے، اسی طرح کرپٹو کرنسی کی بیع اس وجہ سے ناجائز نہیں ٹھہرے گی، بشرطیکہ بیچنے والے کو یہ یقینی علم نہ ہو کہ خریدار اسے واضح طور پر کسی ناجائز کام کے لیے استعمال کرے گا۔ اگر بیچنے والے کو یقین ہو کہ خریدار اسے ناجائز مقصد کے لیے خرید رہا ہے، تو بیع جائز نہیں ہوگی (جیسے اگر کوئی شراب بنانے کے لیے انگور خریدے اور بیچنے والے کو یہ معلوم ہو)۔ لیکن یہ ایک استثنائی صورتحال ہے، عام حالات میں محض احتمال کی بنیاد پر بیع کو ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

لہٰذا، یہ کہنا کہ کرپٹو کرنسیز غیر قانونی سرگرمیوں میں استعمال ہو سکتی ہیں اس لیے ان کی بیع جائز نہیں، فقہی اصولوں کی رو سے درست نہیں۔ اصل اعتبار یہ ہے کہ اس کا غالب اور متعین استعمال معصیت نہ ہو۔

خلاصہ کلام

کرپٹو(کرنسی / اثاثہ) کی خرید وفروخت بطور حق کے جائز ہے بشر طیکہ ملکی قانون اس سے منع نہ کرتا ہو اور اپنے نفس کو ذلت پر پیش کرنا نہ پایا جائے۔

کتبـــــــــــــــــــــــــــه

أبو الحسنين مفتی وسیم اختر المدني

ابو امیر خسرو سید باسق رضا

16 ذو الحجة 1446ھ/13 جون 2025ء